نورِ ربّانی
فی
مدحِ المحبوب السبحانی
مؤلف
مولانا غلام قادر صاحب بھیروی رحمۃ اللہ علیہ
حامد اینڈ کمپنی، اردو بازار، لاہور

کی خدمت میں -
بندہ ناچیز
سید حامد لطیف
13/10/80

نورِ ربانی

فی

مدحِ المحبوب السبحانی

مؤلف

مولانا غلام قادر صاحب بھیروی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

حامد اینڈ کمپنی مدینہ منزل ۳۸ اردو بازار لاہور

نام کتاب ______ نور ربانی
فی
مدح المجبوب السبحانی

مُصنّف ______ مولانا غلام قادر صاحب

محرک ______ محمد عارف قادری ضیائی

مصحح ______ محمد منشا تابش قصوری

مطبع ______ عالمین پبلیکیشنز پریس لاہور

قیمت 50 · 10 روپے

عارف باللہ حضرت مولانا غلام قادر بھیروی قدس سرہ

استاذ الاساتذہ، مقتدائے اہلِ سنت حضرت مولانا عبد القادر المعروف بہ غلام قادر ہاشمی ابن مولانا غلام حیدر رحمہا اللہ تعالیٰ ۱۲۶۵ھ/۱۸۴۹ء میں بھیرہ، ضلع سرگودھا میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مولانا غلام محی الدین بگوی (جو ان دنوں مسجد حکیماں، اندرون بھاٹی دروازہ لاہور میں درسِ حدیثِ پاک دیا کرتے تھے) اور ان کے چھوٹے بھائی مولانا احمد الدین بگوی سے حاصل کی، مزید تعلیم حاصل کرنے کے لئے حضرت مولانا مفتی صدر الدین، آزردہ صدر الصدور دہلی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تکمیلِ علوم کے بعد لاہور تشریف لائے اور اندرون بھاٹی دروازہ، اونچی مسجد، میں خطیب مقرر ہوئے، ان کی عالمانہ تقریر کی کشش سے دور دور کے لوگ حاضر ہونے لگے۔ بیگم شاہی مسجد کی متولیہ مائی جیواں آپ کے ارشادات سے اس قدر متاثر ہوئیں کہ اپنی مسجد کا خطیب مقرر کر دیا، بعد ازاں مسجد کی تولیت بھی آپ ہی کے سپرد کر دی [۱]

سلسلۂ عالیہ چشتیہ میں حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہ سے بیعت ہوئے اور اجازت و خلافت سے بہرہ ور ہوئے، آپ کے اوراد و اشغال میں حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اویسی نسبت کی بنا پر قادریت کا غلبہ تھا۔ مشہور تاریخ گو اور تذکرہ نویس بزرگ مولانا غلام دستگیر نامی لکھتے ہیں :-

"آپ کو لاہور کا قطب سمجھا جاتا تھا" [۲]

۱۸۷۹ء میں اورینٹل کالج، لاہور میں عربی کے نائب استاد مقرر ہوئے اور دو سال تک طلباء کو علم و فضل سے فیضیاب کرتے رہے [۳] انہی دنوں انگریزوں کو ایک فتوے

---

[۱] محمد دین کلیم، مؤرخِ لاہور : تاریخ اولیائے چشت، لاہور، ص ۲۳۲

[۲] غلام دستگیر نامی، مولانا : بزرگانِ لاہور، ص ۱۸۱

[۳] غلام مہر علی، مولانا : الیواقیت المہریہ، ص ۱۳۸

کی ضرورت پیش آئی، متدین علماء نے صاف انکار کر دیا، کالج سے متعلق علماء سے رجوع کیا گیا تاکہ وہ وظیفہ خوار ہونے کی بنا پر انگریز کے منشا کے مطابق فتوے صادر کر دیں، مولانا غلام قادر بھیروی کے سامنے دستخط کرنے کے لئے فتوے پیش کیا گیا تو انہوں نے استعفاء پیش کر دیا اور فرمایا :

"میں ملازمت سے دستبردار ہو سکتا ہوں لیکن غلط فتوے کی تائید نہیں کر سکتا۔"

چنانچہ آپ نے جامعہ نعمانیہ، لاہور میں درس و تدریس کا کام شروع کر دیا اور تمام تر توجہ قرآن و حدیث کی تعلیم پر صرف کر دی[1]

لاہور کے سادہ لوح مسلمانوں کو ورغلانے کے لئے عیسائیوں اور مرزائیوں کے علاوہ دیوبندی، وہابی، نیچری اور شیعہ علماء نے سازشوں کے جال بچھانے شروع کئے تو مولانا غلام قادر بھیروی قدس سرہ نے تحریر و تقریر اور وعظ و مناظرہ کے ذریعہ سب کے دانت کھٹے کر دئے، علمی دبدبہ اور طبیعت کے جلال کے سبب کسی کو سامنے آنے کی جرأت کم ہی ہوتی تھی۔ آپ نے مسجد میں مفسدین کا داخلہ بند کر رکھا تھا اور مسجد کی پیشانی پر ایک پتھر نصب کروا دیا تھا جس پر یہ عبارت درج تھی :

" باتفاق انجمن حنفیہ و حکم شرع شریف قرار پایا کہ کوئی وہابی، رافضی، نیچری، مرزائی مسجد ہذا میں نہ آئے اور خلافِ مذہبِ حنفی کوئی بات نہ کرے۔"

فقیر غلام قادر عفی عنہ، متولی بیگم شاہی

آج کل کے بعض "دانشور" یہ تأثر دینے کی کوشش کر رہے ہیں کہ [illegible] باہمی اختلاف محض فروعی حیثیت رکھتا ہے لہذا آپس میں رواداری کا ثبوت دینا چاہئے۔ سوال یہ ہے کہ جو لوگ اہل سنت کو کافر و مشرک کہتے ہوئے نہیں تھکتے، بارگاہِ رسالت کے آداب کو پس پشت ڈال کر گستاخانہ روش اختیار کرتے ہیں، وہ کس رواداری کے مستحق ہو سکتے ہیں؟

---

[1] اقبال احمد فاروقی، پیرزادہ : تذکرہ علمائے اہل سنت و جماعت، لاہور ، ص ۲۲۸

مولانا غلام قادر بھیروی قدس سرہ کی مسجد میں کوئی بد مذہب بغرضِ فساد داخل ہو جاتا تو اسے دھکے دے کر باہر نکلوا دیتے۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر علماءِ اہلِ سنت اس تصلب کا مظاہرہ نہ کرتے تو آج دین کا حلیہ بگڑ چکا ہوتا۔ پنجاب کے علماء میں سب سے پہلے مرزائے قادیانی کے خلاف آپ ہی نے فتوے دیا اور اس وقت مرزا کی تردید کی جب کہ اس نے ابھی تک نبوت کا دعویٰ نہیں کیا تھا۔

پنجاب کے علماء کی غالب اکثریت آپ کے رشتۂ تلمذ میں منسلک تھی، چند تلامذہ کے نام یہ ہیں :-

۱۔ امیرِ ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری۔
۲۔ مولانا محمد عالم آسی امرتسری (مصنف الکاویہ علی الغاویہ)
۳۔ مولانا نبی بخش حلوائی (مصنف تفسیر نبوی وغیرہ)
۴۔ مولانا غلام احمد حافظ آبادی (سابق صدر مدرس جامعہ نعمانیہ، لاہور)
۵۔ مولانا غلام حیدر قریشی لونچھوی
۶۔ قاضی ظفر الدین۔
۷۔ صوفی غلام قادر چشتی سیالوی۔[1]
۸۔ حضرت مولانا محمد ضیاء الدین مدظلہ العالی، مقیم مدینہ منورہ، خلیفۂ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ۔

مولوی حکیم عبد الحی لکھنوی لکھتے ہیں :

"لم یکن لہ نظیر فی کثرۃ الدرس والافادۃ" [2]

"درس و افادہ کی کثرت میں کوئی ان کا مدِّ مقابل نہ تھا"

---

[1] اقبال احمد فاروقی، پیرزادہ : تذکرہ علمائے اہلِ سنت وجماعت، لاہور، ص ۲۲۹

[2] عبد الحی لکھنوی، حکیم مؤرخ : نزہۃ الخواطر، ج ۸، ص ۳۳۹

حضرت مولانا غلام قادر بھیروی قدس سرہ نے درس و تدریس اور رشد و ہدایت کی بے پایاں مصروفیات کے باوجود تصانیف کا گرانقدر ذخیرہ یادگار چھوڑا، تصانیف کے نام یہ ہیں:۔

۱۔ اسلام کی گیارہ کتابیں (دینی تعلیم کا بہترین نصاب)
۲۔ الشوارق الصمدیہ، ترجمہ و تلخیص البوارق المحمدیہ (از مولانا شاہ فضل رسول بدایونی)
۳۔ نماز حضوری۔
۴۔ ختمات خواجگان۔
۵۔ شمس المنفیہ بجواب نصر المنفیہ (مسئلہ وحدۃ الوجود)
۶۔ نور الربانی فی مدح المحبوب السبحانی۔
۷۔ شمس الضحیٰ فی مدح خیر الوریٰ۔
۸۔ نماز ضروری۔
۹۔ حقیقت انوار محمدیہ
۱۰۔ جوہر ایمانی۔
۱۱۔ عکازہ در صلوٰۃ جنازہ۔
۱۲۔ فاتحہ خوانی۔

حضرت میاں شیر محمد شرقپوری قدس سرہ انگریزی خوان طبقے کو "تواریخ حبیب الٰہ" اور اسلام کی گیارہ کتابیں پڑھنے کا حکم دیا کرتے تھے۔

استاذ اساتذۃ العصر حضرت مولانا غلام قادر قریشی ہاشمی بھیروی قدس سرہ العزیز ۱۹ ربیع الاول، ۱۰ اپریل (۱۳۲۷ھ/۱۹۰۹ء) کو واصل بحق ہوئے[1] اور بیگم شاہی مسجد میں محو استراحت ابدی ہوئے۔ نماز جنازہ میں خلق خدا کا ہجوم اس قدر تھا کہ تل دھرنے کو جگہ نہ ملتی تھی۔ مولانا کرم الدین، رئیس بھیں، ضلع جہلم فرماتے ہیں:۔

"مولانا غلام قادر صاحب مرحوم کا جنازہ جب شہر لاہور میں اٹھایا گیا تو ہجوم خلائق اس قدر تھا کہ نماز جنازہ باہر پریڈ میں پڑھی گئی، کارخانوں کے مزدوروں نے اس روز مزدوری ترک کر کے شمولیت جنازہ کی"[2]

آپ کے شاگرد رشید مولانا محمد عالم آسی امرتسری نے تاریخ وفات کہی:

(۱) منبع فیض رب جلیل
۱۳ ۰ ۲۷

(۲) در خلد بریں قبلہ من
۱۳ ۰ ۲۷

---

[1] غلام دستگیر نامی، پیر: بزرگان لاہور، ص ۱۸۲
[2] کرم الدین، دبیر، مولانا: تازیانۂ عبرت (بار دوم) ص ۸-۱۶۷

مولانا فتح محمد فاروقی حقیر نے تاریخِ وفات ۱۳۲۶ھ قرار دیتے ہوئے قطعۂ تاریخ کہا ہے ؎

تھے غلام قادر اک جو مولویِ باصفا | تھے ستونِ دینِ احمد، بے ریا و باعمل
تھے عدو لامذہبوں کے، اہلِ مذہب کے تھے دوست | گوہرِ بحرِ علوم اور تھے مناظر بے بدل
تھا ربیع الاول اور انیسویں تاریخ تھی | چار شنبہ کا تھا دن جب آگئی ان کی اجل
دارِ فانی سے گئے ملکِ بقا کو جبکہ وہ | مرگ سے ان کی گیا سب مومنوں کا دل دہل

سالِ رحلت پوچھا ہاتف سے جو میں نے اے حقیر
کان میں میرے کہا "مغفور" اس نے بے خلل [1]

۱۳۲۶ھ

---

[1] محمد امام الدین، مولانا: ریاض النور (شیخ الٰہی بخش، محمد جلال الدین، لاہور ۱۳۳۳ھ) ص ۲۴

حمد و سپاس اُس ذات پاک پروردگار پر نثار ہے، جس نے اپنی کلام معجز نظام واسطے ارشاد کے ہر ایک گم کردہ راہ رشاد کو سنائی، اور بذریعہ انبیائے عظام و اولیائے کرام تبیین حلال و حرام کر کے دشریعت و حقیقت کی اساس محکم فرما کر بنیاد سداد کی جمائی۔ اور نعت سرور کائنات سید السادات خاتم الرسل ہادی السُبل مقتدائے کل فی الکل حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ذی سعادت کا شعار ہے، اور جبہ سائی و خاک بوسی عتبات عالیات آل مطہر صاحب لولاک کی باعث اعزاز و افتخار ہے، اور فرمان برداری فرمان روایان اقلیم دین متین کی جو خیر خواہ و ہوادار و جان نثار دربار دُر بار مصطفوی کے ہیں، عین شرافت ہر تاجدار ہے، اما بعد پس عرصہ دراز سے اس اقل العباد کے خاطر فاطر میں مرکوز تھا کہ کلمات طیبات غوث الثقلین نور المشرقین والمغربین مصرف الامور و مقلب الاعیان صاحب السر المکتوم واقف الغیب المختوم محبوب ربانی قطب صمدانی مسلّم الیہ احکام التقریب فی کل قریب ودانی قدوۃ السالکین امام الصدیقین حجۃ العارفین صدر المقربین الواعظ بلسانین المنور بنورین شمس المعانی بدر المغانی السلطان السید محی الدین عبد القادر جیلانی قدس اللہ سرہٗ کے بزبان اُردو آویزہ گوش ہوش غلامان خدم و حشم دربار عالی کا کردوں، مگر بباعث کم استطاعت و بضاعت مزجات و بخوف سوء ادبی قال بے محل کے جرأت قیام اس مقام میں نہ کر سکتا تھا، لیکن جب دریائے فیض اتم و کرم اعم حضور پرنور حضرت غوثیہ عالیہ کا موج زن تھا، اور ایک رشحہ اُس بحر ناپیدا کنار کا اس عاجز و کمترین کے زشتی کا مزیل ہوا، یعنی ایک مقدمہ نازک جس کی تفصیل علیحدہ پرچہ میں دوں گا افترائے محض میرے عزیزوں پر کسی مفسد نے قائم کر دکھایا تھا، وہ بہ برکت توجہ و کرم حضرت غوث الاعظم و حضرت خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین سنجری اجمیری قدس اللہ سرہٗ کے اس طرح فیصل ہوا کہ کرامت حضرات

کی عیاں ہو گئی، اور قبل پیشی اس مقدمہ کے خدمت میں صاحبزادگان عالی تبار سید حسن پیر صاحب
جانشین و جگر پارہ جناب پیر سید بہادر شاہ صاحب و پیر سید امیر شاہ صاحب جانشین و
جگر پارہ جناب پیر سید حیدر شاہ صاحب، بندہ نے حاضر ہو کر عرض کیا تھا کہ آپ جناب
حضور انور حضرت غوثیہ عالیہ میں التجاء کر دیں کیونکہ اپنے جگر پارہ کی عرض پر سب سے پہلے التفات
فرماتے ہیں، دونوں صاحبزادوں نے تسلی و تشفی دے کر فرمایا تھا کہ دل و جان سے دربار عالی
میں عرض کریں گے، اور یقین کامل ہے کہ صاحب دربار محبوب ربّانی عرض منظور فرمائیں گے
چنانچہ ویسا ہی ظہور میں آیا، علاوہ بریں جناب پیر سید امیر شاہ صاحب سے پیشتر التماس کی
گئی تھی، کہ اگر آپ ایک رسالہ در بیان شان حضرت غوثیہ عالیہ چھپوائیں تو نہایت خوشی کی
بات ہے، آپ نے وعدہ فرمایا تھا، اب جب زیادہ تر جوش طبیعت میں اس کمترین
کے آیا کہ یہ کار خیر جلدی سر انجام ہو جائے، تو آپ نے حسب وعدہ کار فرمایا واضح ہو کہ
بہت کتابیں حضرت محبوب ربانی و غوث صمدانی حضرت شیخ سید محی الدین عبد القادر
جیلانی قدس سرہ کے مناقب میں لکھی گئی ہیں، قدیم سے بڑے بڑے فاضل و مشائخ عمدہ
کتابیں عربی و فارسی زبان میں لکھ گئے ہیں۔ اور بہت رسایل اردو میں موجود ہیں، اور اکثر
کرامات اخرق عادات بذریعہ اُن کتابوں اور رسائل کے گوش زد عام و خاص کے ہیں، اور
اہل سعادت فراخور حوصلہ استعداد یقین و خوش اعتقادی کے اپنا اپنا حصہ حاصل کر رہے
ہیں، دل میں ہے کہ اولاً مقدمہ اجمالی حال اہل اللہ کا لکھا جائے بعدہ مقصد میں خاص حالات
اُس دربار کے جو اولیاء اللہ کو معلوم ہیں، اور اپنی کتب میں درج کر گئے ہیں، اور فتوح الغیب
و بہجت الاسرار میں حضرت اقدس سے منقول ہیں، تحریر ہوں اور خاتمہ میں نسب نامہ عالی حضرت
امامین شہیدین رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے تا حضرات پیران پیر بطور شجرہ کے لکھا جا دے، تاکہ عوام
کو اس سلسلہ عالیہ سے یاد کرنے اور پڑھنے میں اشتباہ و دقت نہ ہو۔

تمہید

شیخ عبدالکریم جیلی قدس سرہٗ نے کتاب انسان کامل میں لکھا ہے، کہ امت مرحومہ محمدیہ علی صاحبہا الاف تحیتہ کے سات مراتب ہیں، ۱ اسلام ۲ ایمان ۳ صلاح ۴ احسان ۵ شہادت ۶ صدیقیت ۷ قربت۔ اور بناء اسلام کے پانچ ہیں۔
۱ کہنا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کا ۲ قائم کرنا نماز کا ۳ روزے رکھنے ماہ رمضان مبارک کے ۴ ادا کرنا زکوٰۃ کا ۵ حج کرنا کعبۃ اللہ کا۔ اور ایمان کے دو رکن ہیں۔ دل سے تصدیق کرنا ہر ایک چیز کا جو کچھ حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے مجمل و مفصل یعنی جو کچھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجمل بیان فرمایا ہے، اُس کے ساتھ تصدیق وایمان مجمل لانا اور جو کچھ مفصل لائے ہیں، اُس کے ساتھ تصدیق مفصل کرنی۔ جملہ احکام شریعت کے مفصل ہیں جب تک سب کے ساتھ تصدیق نہ ہووے گی، ایمان نہ ہووے گا۔ اور صلاح میں مزید بر ایمان یہ ہے، کہ عبادت دائم کرنی بشرط خوف ورجاء از جناب باریتعالیٰ اور احسان میں علاوہ برآں استقامت کرنی ہے، سات حالات پر ۱ توبہ ۲ انابت ۳ زہد وورع ۴ توکل ۵ رضا[ل] ۶ تفویض[ع] ۷ اخلاص یعنی عبادت خالص اللہ تعالیٰ کے واسطے کرنی جس میں غیر کا خیال نہ آئے، اور شہادت میں علاوہ براں ارادت ہے، اور ارادت کے تین شرائط ہیں، ۱ محبت خدا تعالیٰ کی بلا علت ۲ دوام ذکر اللہ تعالیٰ کا بلا فتور و سکون ۳ مخالفت نفس کی بلا رخصت یعنی نفس کی مخالفت کرنے میں ناجائز یا غیر واجب بات نہ کرے جس میں خلاف شرع کے کوئی بات پائی جاوے یا ثواب اُس کا کم ہو جائے۔

فائدہ۔ شریعت میں دو حکم ہیں ایک عزیمت دوسرا رخصت عزیمت اصل حکم ہے، اور رخصت میں اجازت تاخیر کی ہے، جیسے روزے رکھنے ماہ رمضان کے سفر میں عزیمت ہے اور افطار رخصت ہے، پس اگر سفر میں مسافر روزے رکھے تو ثواب بڑا ہے، اور اگر نہ رکھے

[ل] یعنی راضی ہونا خدا تعالیٰ کے حکم پر ۱۲ [ع] یعنی اپنے کام سب خدا تعالیٰ کو سپرد کر دینے ۱۲

اور جب سفر تمام کر کے مقیم ہو جائے، تب رکھے تو رخصت ہے، مگر ثواب اُس سے کم ہے، اور صدیقیت میں علاوہ بران معرفت ہے، اور معرفت کے تین درجہ ہیں ۱ علم الیقین ۲ عین الیقین ۳ حق الیقین۔ اور ہر ایک درجہ کی سات سات شرائط ہیں، ۱ فنا و ۲ بقا ۳ معرفت ذات بلحاظ تجلّی اسماء ۴ معرفت ذات بلحاظ تجلّی صفات ۵ معرفت ذات بلحاظ ذات محض ۶ معرفت اسماء و صفات باعتبار ذات ۷ معرفت ذات باعتبار اتصاف بالاسماء والصّفات اور قربت میں علاوہ بران ولایت کبریٰ ہے، اور ولایت کبریٰ کے چار درجہ ہیں۔

۱ خلّت جو مقام ابراہیمی ہے وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا یعنی جو اس میں داخل ہوا وہ امن میں آگیا ۲ حُبّ جو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے ظاہر ہوئی ہے، اور اللہ تعالےٰ نے ان کو حبیب لقب دیا۔ ۳ ختام یہ مقام محمدی ہے۔ اس مقام میں لواء الحمد قائم ہوا ہے ۴ مقام عبودیت ہے۔ اس درجہ میں اللہ تعالےٰ نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں سُبْحَانَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی فرمایا۔ اور اسی درجہ میں نبی و رسول بن کر خلقت کی ہدایت کے واسطے مبعوث ہوئے تاکہ رحمۃ للعلمین ہوں۔ اور باقی عارفین آپ کے خلفاء ہیں۔

تتمہ تمہید

محبت خدا تعالیٰ کی تین قسم پر ہے۔ محبّت ۱ فعلی اور محبت ۲ صفاتی اور محبت ۳ ذاتی، محبت فعلی عوام کی ہے، کہ اللہ تعالیٰ کو احسان کے سبب دوست رکھتے ہیں۔ اور محبّت صفاتی خواص کی ہے، کہ اللہ تعالےٰ کو صفات جمالی و جلالی کے سبب دوست رکھتے ہیں، اور محبّت اُن کی خالی از علّت ہوتی ہے، اور محبّت ذاتی تعشق ذاتی کا نام ہے، کہ معشوق کے انوار عاشق پر طلوع کرتے ہیں، تو عاشق بصورت معشوق جلوہ گر ہوتا ہے، جیسا کہ شکل روح بصورت جسد بباعث تعشق ذاتی کے ہے۔ محبّت عوام کی فعلی ہے، اور محبّت شہداء کی صفاتی ہے، اور محبت مقربین کی ذاتی۔ اور معرفت یعنی حقیقت مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ

مقام صدیق کا ہے اور مقامات معرفت کے تین ہیں۔ علم الیقین اور عین الیقین اور حق الیقین اور صدیق بعد انقلابات انصاف بالاسماء والصفات کے صاحب حقیقۃ الیقین کا ہو جاتا ہے۔ یہ اوّل مقامات مقربین کا ہے، اور قربت تمکن ہے ولی کا قریب تمکن اللہ تعالے کے در صفات حق پس قربت نام ہے۔ ظہور العبد کا فی تنوعات اسماء والصفات قریب ظہور حق کے۔ کیونکہ صفتہ اللہ تعالے کو مستوفی نہیں ہو سکتا۔ مگر جب عبد تصرف کرتا ہے۔ تو کوئی شے اُس کا عصیان نہیں کرتی ہے۔ اِحْیَآءُ الْمَوْتٰی (مردوں کو زندہ کرنا) اور اِبْرَاءُ الْاَکْمَہِ (مادر زاد اندھے کو بینا کرنا) اور اِبْرَاءُ الْاَبْرَصِ اجذام والوں کو اچھا کرنا) کر سکتا ہے۔ کیونکہ یہ ولی اللہ جوار اللہ تعالے میں ہے۔ اور جو شخص جوار اللہ تعالے میں بستا ہے۔ اُس کی مشیت وارادہ کے مطابق ظہور ہوتا ہے۔ جیسے اہل جنت جنت میں جو چاہیں گے وہ ہووے گا۔

قطعہ

حق را گر بچشم اگرچہ ندیدہ اند	از دیدن جمال محمدؐ شناختند
اورا بچشم دیدہ و نشناختند انساں	از صورتش غشاوہ مغیش ساختند

مقدمہ

فصل ۱:۔ قال اللہ تعالیٰ یُحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ ۔ یعنی خدا تعالیٰ اُن کو دوست رکھتا ہے۔ اور وہ اس کو دوست رکھتے ہیں۔ اس آیت کریمہ میں اضافت محبت کی اوّلاً بسوئے خدائے تعالیٰ ہے۔ اور ثانیاً بسوئے عباد جس سے صاف معلوم ہوا کہ محبت وصف اوّلے خدای تعالیٰ پاک کی ہے (مولوی جامی رحمۃ اللہ علیہ)

عشق ہر چند مین بین آمد
میل وجذبے زجانبین آمد
لیک عشق حق است اصل دراں
پرتو آن فتادہ بردگران
تا بر اہل طلب خدائے مجید
متجلی نشد باسم مرید
بارادت کسے نشد موصوف
بمحبت کسے نشد موصوف
ذات حق با ہمہ صفات بہم
جز وجوب د وجود نعت قدم
از حقایق ہا سرہا ساریست
در مجاری جسم وجان جاریست
لیک پردہ زروی خود نکشاد
ہیچ جا جز بقدر استعداد
آن یکے مستعد دانائی
وآن دگر قابل توانائی
علم و دانش زان یکے زدسر
فعل و قدرت نمود زان دگر
شد یکے مظہر ارادت خواست
شیوۂ عاشقی اندر برخاست
تاخت بردے جمال عزّ قدم
در رہ عاشقی نہاد قدم

حضرت غوث اعظم قدس سرہٗ الافخم مقالہ ۱۶ فتوح الغیب میں فرماتے ہیں وَیُرَدُّ عَلَیْکَ التَّکْوِیْنُ تَکْوِیْنُ پیدا کرنا اشیاء کا) تجھ پر رد کیا جاتا ہے فَتَکُوْنُ کَلِبْسَتِکَ قُدْرَۃً پس تو سراسر قدرت ہی بن جاتا ہے۔ شیخ عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ شارح لکھتے ہیں۔ کہ جب ولی اللہ مضیق دتنگی بشریت سے خارج ہو کر میدان قدرت الٰہی میں فائز ہوتا ہے تو اس کو یہ مرتبہ وکرامت عطا ہوتی ہے۔ کہ اشیاء کو بدوں اسباب عادی کے اس کے ہاتھ پر ظاہر کرتے ہیں۔ جیسا کہ سب مومنین بہشت میں

اسی اقتدار پر ہو دیں گے ۔ بہشت مقام قدرت کا ہے ۔ کہ قدرت وہاں ظاہر ہوگی اور حکمت مخفی ۔ اور عالم دنیا میں قدرت مخفی ہے ۔ اور اولیاء اللہ کاملین کہ عادات و رسوم سے گزر کر فانی ہو جاتے ہیں ۔ تو عالم دنیا میں بھی قبل از دخول در جنت مظہر تجلی اسم قدیر کے ہو جاتے ہیں ۔ اور در اصطلاح صوفیہ کرام اس کامل کو عبدالقادر کہتے ہیں اھ اغ فقیر کا خیال ہے ، کہ وجہ ندائے حضرت غوثیہ عالیہ میں باسم عبدالقادر جو وظائف و اوراد میں بروقت طلب حل مشکلات پڑھتے ہیں یَا شَیْخ عَبْدَ الْقَادِر جِیْلَانِیْ شَیْئًا لِلّٰہِ ۔ یہی ہے کہ عندالحاجت حضرت کو اس اسم کے ساتھ پکارنا مناسب ہے کہ ان کو اس اقتدار کی وصف میں یاد کرنا موجب توجہ قدرت حق کا ہے اور شیخ عبدالکریم جیلی رحمۃ اللہ علیہ باب ۱۳ کتاب انسان کامل میں فرماتے ہیں کہ حبب اللہ تعالےٰ اپنے بندہ پر کسی اسم میں تجلی فرماتا ہے ، تو بندہ اُس کے نور میں مضمحل و فانی ہو جاتا ہے ، پس اگر کوئی شخص اس حالت میں اللہ کو پکارے تو بندہ اُس کا جواب دیتا ہے ۔ اور اگر بندہ ترقی کر کے بمقام بقا واصل ہو تو اللہ تعالےٰ اُس بندہ کے پکارنے والے کو جواب دیتا ہے ، پس اگر کوئی یا محمد کہیے گا تو اللہ تعالےٰ جواب میں لبیک فرمائے گا ۔

فصل ۱ ، جب معلوم ہوا کہ محبت صفت اولےٰ خدا تعالےٰ کی ہے ۔ تو اب تعریف یا تصور کلی اُس کا محال ہے ۔ اور جس نے کوئی تعریف محبت کی کی ہے تو اُس نے لوازم و آثار کے ساتھ کی ہے ۔ شیخ ابو العباس بن عریف صنہاجی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ غیرت صفت محبت کی ہے ۔ اور غیرت پردہ چاہتی ہے ، سو اسی سبب پوری پوری تعریف محبت کی ناممکن ہے ۔ مسلم الکل ہے ، کہ بعض امور قابل حد ہیں ، اور بعض ناقابل حد ۔ محبت جس کا وصف ہو وہی اس کو جانتا ہے ۔ لیکن بیان سے خاموش رہتا ہے ۔ اور وجود محبت کا انکار نہیں کرتا محبت بندہ کی یہ اثر دکھاتی ہے ، کہ سوائے محبوب کے ہر چیز اُس سے محجوب ہو جاتی ہے ، جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے ۔ حُبُّكَ الشَّيْءَ يُعْمِيْ وَيُصِمُّ یعنی محبت کسی شئی کی غیر سے تجھ کو اندھا اور بہرا کر دیتی ہے ۔ محب کے خزانہ خیال میں سوائے محبوب کے کچھ نہیں سماتا

؎ خَيَالُكَ فِيْ عَيْنِيْ وَذِكْرُكَ فِيْ فَمِيْ ؛ وَمَثْوَاكَ فِيْ قَلْبِيْ فَاَيْنَ تَغِيْبُ

یعنی تیرا خیال میری آنکھوں میں ہے۔ اور تیرا ذکر میرے منہ میں اور تیرا مقام میرے دل میں سو تو اب کہاں پوشیدہ رہیگا۔ اور اللہ تعالےٰ کی محبّت کا یہ اثر ہے کُنْتُ لَهٗ سَمْعًا وَبَصَرًا وَيَدًا وَرِجْلًا۔ یعنی جب بندہ کو دوست رکھتا ہوں، تو اُس کا کان اور نگاہ اور ہاتھ اور پیر بن جاتا ہوں۔ پس اثر محبوبیت و محبت کا یہی ہوا کہ نور الٰہی قوت مدرکہ بشر پر غالب ہوگیا۔ اور اسی کی قوت کے آثار جلوہ گر ہوتے۔ اس عالم میں کوئی کسی پر عاشق ہوتا ہے، تو بسبب اجزا مناسب کے ہوتا ہے۔ استغراق کلی اُس میں نہیں ہونا باقی اجزا محب کے اپنے اپنے شغل میں مصروف رہتے ہیں۔ خدا کی محبت میں سارا مستغرق ہو جاتا ہے۔ کیونکہ انسان خدا کی صفت پر مخلوق ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰى صُوْرَتِهٖ حدیث صحیح ہے۔ جب عاشق محبت خدا میں بالکل مستغرق ہو جاتا ہے۔ تو حضرت الٰہیہ اُس کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ پس جملہ اسماء الٰہیہ اُس انسان میں جلوہ گر ہوتے ہیں۔ اور وہ متخلق بالاسماء ہوتا ہے۔ اور اصطلاح صوفیہ میں اس انسان کو ابو الوقت کہتے ہیں۔ کہ اس پر جمیع اسماء و صفات کا غلبہ ہو۔ اور ابن الوقت وہ ہے۔ کہ ایک اسم یا صفت کا اُس پر غلبہ ہو۔

فصل ۱۔ جملہ صفات حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے محبوب خدا کے ہیں۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ اس پر دلالت کرتا ہے۔ یعنی کہہ یا محمدؐ کہ اگر تم پیار رکھتے ہو خدا کو تو میری تابعداری کرو۔ خدا تم سے پیار کرے گا۔ اور کوئی فعل حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بدن صفت باری تعالےٰ کے نہیں ہے۔ قُلْ مَآ اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ یعنی کہہ یا محمد میں نہیں جانتا وہ جو میرے قوت کے ساتھ کیا جائے اور نہ وہ جو تمہاری قوت کے ساتھ کیا جائے اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ میں تابع اُسی کا ہوں جو میری طرف وحی ہوتی ہے۔ اور مقربین بارگاہ محمدی حسب اتباع نبوی و قرابت مصطفوی محبوب خدا کے ہیں۔ اور اس قرب و منزلت کو سوائے محبوب محب کے کوئی خیال نہیں کر سکتا۔ اور منشاء اس محبت کا خیال کرنے سے اتنا معلوم ہوتا ہے۔ کہ باعث اس کا ایک امر خفی ہے۔ جس کا بیان خارج از امکان ہے۔ امام غزالی علیہ الرحمتہ نے اسباب محبت کی تشریح فرما کر اور احسان و حُسن وغیرہ کو لکھ کر اخیر میں فرمایا کہ مناسب طبعی ہوتی ہے، اور مناسبت

طبعی گاہ ظاہر ہوتی ہے۔ جیسی محبت طفل باطفل وغیر ذالک جنس باجنس اور گاہ مخفی، چنانچہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس مناسبت مخفی کی طرف اشارہ فرمایا اَلْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُّجَنَّدَۃٌ فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا ائْتَلَفَ وَمَا تَنَاکَرَ مِنْهَا اخْتَلَفَ یعنی ارواح انبوہ تھے، سو جس جس نے باہم پہچانا وہ الفت پذیر ہوئے، اور جو انجان رہے، وہ مختلف ہوئے۔ یہ پہچان وہی مناسبت مخفی ہے۔

فصل ۸:۔ اعلیٰ مراتب قرب عنداللہ میں مقام عبودیت کا ہے۔ جو بعد از طے مدارج مندرجہ سلوک حاصل ہوتا ہے، حسن ادب اس مقام کی علامت ہے۔ اور اس مقام میں توحید حالی جلوہ گر ہوتی ہے۔ حضرت غوث اعظم قدس سرہٗ نے مقالہ ۸ہ میں فتوح الغیب کے فرمایا ہے وَتَعْوَّلُ بِاللّٰہِ وَتَطْمَئِنُّ وَتَسْکُنُ بِاللّٰہِ فَتَعْمٰی عَمَّا سِوَاہُ وَتُصِمُّ عَنْہُ فَلَا تَرٰی بِغَیْرِہٖ وُجُوْدًا یعنی تو خدا کے ساتھ ہی سمجھتا ہے۔ اور خدا کے ساتھ ہی قرار وآرام پکڑتا ہے۔ سو تو ماسوی سے اندھا اور بہرا ہو جاتا ہے۔ پس اللہ کے سوائے وجود نہیں دیکھتا۔ یہاں تک سیر الی اللہ ہوتی ہے۔ بعدہ سیر فی اللہ کی۔ اور سیر فی اللہ کی نہایت کوئی نہیں اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ یعنی بتا ہم کو سیدھی راہ سب کو خواہ مبتدی ہو یا منتھی حکم طلب کرنے زیادتی معرفت کا ہے۔ اور اس مقام والے اعلیٰ متقی ہوتے ہیں، کہ غیر کا خیال اُن کی قوت متخیلہ میں گزرتا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقَاکُمْ یعنی بڑا معزز تم میں کا خدا تعالےٰ کے پاس بڑا متقی تمہارا ہے یہ قرب مکانت ومرتبت کا ہے۔ نہ مکان کا اور اس قرب مکانت کو اہل اللہ نے چار قسم پر قرار دیا ہے، ایک قرب نوافل، دوم قرب فرایض۔ سوم قرب جامع القربین۔ چہارم اعلےٰ واکمل کل مقامات سے۔ قرب نوافل میں حق تعالےٰ سمع وبصر وید ورجل بندہ کا ہو جاتا ہے۔ جیساکہ حدیث قدسی کُنْتُ لَہٗ سمعاً وبصراً میں ہے۔ اور قرب فرائض میں بندہ بمنزلہ حواس کے ہوتا ہے۔ اور اصل فاعل اللہ تعالیٰ ہے، جیساکہ حدیث نبوی میں وارد ہے ما۔

اَلْحَقُّ یَنْطِقُ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ یعنی حق حضرت عمر کی زبان پر بولتا ہے۔ اور جامع القربین اس آیت کریمہ میں ہے وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی

یعنی تم نے نہیں پھینکا جب تم نے پھینکا لیکن اللہ تعالیٰ نے پھینکا۔ اس مقام میں بندہ و خدا کا فعل بھی ثابت ہے۔ اور نفی فعل بندہ کی چہارم جو اعلیٰ و اکمل مقامات ہے، اُس میں گنجائش تعدد کی نہیں۔ وہ مقام حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ اور یہی مقام توحید کامل و خلافت کبریٰ کا ہے۔

فصل ب ۲۶۲ ج ۲ ا۔ معرفت منزلیت التزام عبودیت کا نام ہے کہ بندہ فعل کو اپنی طرف نسبت کرے اور معرفت حقیقت سلب آثار اوصاف بشریت کا نام ہے کہ بسبب اوصاف باری تعالیٰ کے اثر و نشان فعل بندہ کا نہ رہے۔ اور شریعت طریقہ ظاہر دین کا ہے۔ جس کو انبیائے کرام علیہ السّلام امر الٰہی سے لائے اور طریقہ انبیاء وہی ہے۔ جو طریق قربت الی اللہ کا ہے۔ جو شخص مکارم اخلاق پر قائم ہوے گا۔ وہ شرع رب پر قائم ہے۔ اور شریعت عین حقیقت کا ہے۔ مگر عوام نے جب دیکھا کہ شریعت کے عالم اکثر عام لوگ ہیں اور حقیقت کے قلیل خاص الخاص تو شریعت و حقیقت کو جدا جدا خیال کیا۔ اور شریعت احکام ظاہرہ کا نام رکھا۔ اور حقیقت احکام باطنہ کا۔ اور دراصل دونوں ایک ہیں۔ حضرت غوث اعظم قدس سرہ فرماتے ہیں كُلُّ حَقِيقَةٍ لَا يَشْهَدُ لَهُ الشَّرْعُ فَهُوَ زَنْدَقَةٌ یعنی جس حقیقت کے واسطے شرع گواہی نہ دے وہ زندقہ (بیدینی) ہے۔

ع ہر مرتبہ از وجود حکمی دارد گر حفظ مراتب نکنی زندیقی

یعنی حفظ احکام شرعی فرض ہے۔ دین ایک ہے شریعت و طریقت و حقیقت اُس کے شعبے ہیں اور مراتب و درجات جیسا کہ انسان مجموعہ بدن و روح و جان کا نام ہے۔ اور ہر ایک بدن و روح و جان درجات و شعبے ہیں۔

فصل باب ۱۲ ا۔ فتوحات س ج میں ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا روح مبارک کل کائنات کا قطب واحد ہے۔ اور امداد کرنے والا جمیع انبیاء و رسل و اقطاب کا ہے۔ از ابتدائے خلقت آدم علیہ السلام تا قیامت حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کسی نے عرض کیا کہ آپ نبی کب ہوئے فرمایا كُنْتُ نَبِيًّا وَّآدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّيْنِ یعنی میں نبی اُس وقت تھا جب آدم علیہ السّلام آب و گل میں متفرق تھے۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کا نام مبارک اُس وقت مداوی الکلوم تھا۔ یعنی زخموں کی دوا کرنے والے۔ کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جراحات روحی یعنی ہوا داری در دنیا و شیطان و نفس کے تبیر و واقف تھے۔ اور نگاہ مبارک آپ کی مکہ معظمہ میں مقام ولادت کی طرف اور ملک شام کی طرف تھی۔ اب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نگاہ مبارک ادھر سے پھیر کر طرف ایک زمین کے فرمائی ہے۔ جو گرمی و خشکی میں نہایت درجہ میں ہے۔ اور کوئی نبی آدم وہاں نہیں پہنچ سکتا۔ مگر بعض اولیاء نے مکہ معظمہ سے ہی بنگاہ ولایت دیکھا ہے۔

بحکم زُوِیَتْ لَہُ الْاَرْضُ اور روح مبارک نبوی کے مظاہر ہیں۔ عالم میں اکمل مظہر قطب زمان میں ہوتا ہے۔ اور افراد میں اور ختم ولایت محمدیہ میں (مہدی آخر الزمان) اور ختم ولایت عامہ میں (عیسےٰ علیہ السلام) میں اور باب ۶ میں ہے۔ کہ حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ و سہل بن عبد اللہ رحمۃ اللہ وغیرہ محققین اہل کشف نے ذکر کیا ہے۔ کہ اول ارادہ تجلی تنزیہی الٰہی کا ہوا ہے، حقیقت کلیہ کی طرف تو حقیقت پیدا ہوئی اُس کا نام ہباء ہے۔ پھر حق سبحانہ و تعالیٰ نے تجلی نور کی ہباء میں فرمائی تو کل حقایق سے اقرب حقیقت محمّدیہ تھی، جس کا نام عقل کل ہے پس حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مبداء کل عالم کے ہیں۔ اور اوّل ظاہر در وجود از اں نور الٰہی و از ہباء اور عین بدن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم و عین عالم کا تجلی محمدی سے ہوا۔ اور اقرب الناس اُس وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ تھے جو امام عالم اور سر جملہ انبیاء کے ہیں۔ اور یہ کل صورت عالم کی نمونہ و مثال اُس مطابق ہے۔ جو علم اللہ تعالیٰ کا تھا۔ پس اُس عالم کی شکل مطابق صورت علمی حق سبحانہٗ کی ہے۔

اور باب ۲۷۰ میں ہے۔ کہ منزلت قطب امامین کی شناخت ضروری ہے۔ اس مقام میں بعد انبیاء کرام علیہ السلام کے ہمکن تر امام حسن و امام حسین ہیں اور ماسوا مے ان کے جو امام ہے، وہ اپنے مرتبہ کے اندازہ پر ہے۔ اور ہر قطب کے دو امام وزیر ہوتے ہیں۔ امام یمین کا نام عبد الرب اور امام الیسر کا نام عبد الملک ہے۔ اور قطب کا نام عبد اللہ ہے۔ اگرچہ والدین یا اور لوگوں نے اُن کے نام اور رکھے ہوں۔ جب یہ قطب مجلس قربت و تمکین میں قائم کیا

جاتا ہے تو اُس کے واسطے تخت درمیان آسمان وزمین کے نصب کیا جاتا ہے۔ اگر اُس تخت کو خلقت دیکھے تو عقل سب کی پریشان ہو جائے۔ وہ قطب اُس پر جلوس فرماتا ہے۔ اور دو امام وزیر اُس کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں۔ اور قطب ہاتھ بیعت عالیہ کا دراز کرتا ہے۔ ارواح ملائکہ وجن وبشر روحانی اُس کی بیعت کرتے ہیں۔ ایک دوسرے کے بعد جو روح اُس کی بیعت کرتی ہے۔ تو ایک مسئلہ اُس سے دریافت کرتی ہے، اور وزیر اُس کا جواب دیتا رہتا ہے تاکہ مرتبہ اُس کا سب کو معلوم ہو جائے۔ اور ملائکہ اور روحانیوں کو معلوم ہوتا ہے کہ یہ اسم الٰہی مجھ سے خصوصیت رکھتا ہے۔ اور معلوم رہے کہ عبدالرب کو امام القطے بھی کہتے ہیں۔ اور امام عبدالمالک کو امام ادنی (اقرب) سو امام القطے کو شیاطین دیکھ نہیں سکتے۔ اگر اُس کی نگاہ اُن پر پڑے تو قلعی کی طرح پگل جاتے ہیں۔ اور یہ امام بہشتوں کو دیکھتا رہتا ہے۔ اس واسطے کہ وہ قبیح اعمال بندوں کے بری سزائیں دیکھ کر ردتا ہے تو اللہ تعالےٰ نے بہشت اُس کے سامنے کر دیئے ہیں کہ اہل جنت کے مکانات دیکھنے سے گونہ اُس کو سرور حاصل ہو اور شدید ومصائب میں امام ادنیٰ یعنی عبدالملک کی طرف رجوع کیا جاتا ہے، سو اُس کے ہاتھ سے خدا آسان کر دیتا ہے۔ اُس کی حالت کرم کی ہے۔ اور خلقت پر احسان کرتا ہے۔

مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ اس طرح کہ لوگوں کو اُس کے کرم کی کچھ خبر بھی نہیں ہوتی، حکام ووالیان ملک کا عزل ونصب اُس کی طرف رجوع کرتا ہے، اور شیاطین ناریہ پر اُس کا بڑا تسلط ہوتا ہے۔ اور قطب زمان موصوف بجمیع اسماء آلیہ کا ہے تخلقاً وتحققاً اور مرات، دآئینہ احق کا ہے۔ اور مظہر صفات مقدسہ کا اور مجلی مظاہر آلہیہ کا اور صاحب وقت اور عین الزمان اور سِرّ قدر ہے۔ اُس کو علم دہر الدہور کا ہے۔ اور غالب اس پر خفاء ہے اور محفوظ ہے اور خزائن غیرت در پردہا ہے صون آلہی کثیر النکاح ہوتا ہے، محب النساء اپنی طبیعت کا حق بوجہ شرع پورا پورا دیتا ہے اور روحانیت کا حق بھی برحد الٰہی پورا دیتا ہے، حافظ اوقات ہوتا ہے۔ یہ اللہ ہی کا رہتا ہے۔ نہ غیر کا اس کی حالت عبودیت وافتقار کی ہے۔ قبیح کو قبیح جانتا ہے، اور حسن کو حسن جمال مقید در زینت واشخاص کو دوست رکھتا ہے ارواح خوبصورت بن کر اس

کے پاس آتے ہیں۔ غیرت و غضب اللہ کے واسطے رکھتا ہے کل اشیاء شہادت وغیب کی پیچھے وجہ حق کو دیکھتا ہے اور کارخانہ اسباب کا قائم رکھتا ہے۔ اور اس کے بموجب دلالت کرتا ہے، اور چلتا ہے اور اترتا ہے۔ اس میں ربانیت کی وجہ نہیں ہوتی۔ اگر یہ قطب اہل ثروت و دنیادار ہو تو مال میں ایسا تصرف کرتا ہے، جیساکہ غلام اپنے مولی کریم کے مال میں تصرف کرتا ہے۔ اور اگر مالدار نہ ہو تو وہ فتوحات کی طرف نفس کو مائل نہیں کرتا بلکہ عندالحاجات برائے طبیعت خود اپنے دوست کی طرف اپنی حاجت پیش کرتا ہے جیساکہ کوئی شفیع کسی کی سفارش کرتا ہے۔ یہ قطب برخلاف اولیاء اللہ اصحاب احوال کے ہوتا ہے، کیونکہ اصحاب احوال ہمتیں کرتے ہیں، اور ہمتیں اُن کی موثر ہوتی ہیں۔ وے لوگ اسباب ظاہری کو چھوڑ کر اپنی ہمتوں کو کام میں لاتے ہیں۔ اور قطب اس حال سے منزہ ہی ثابت فی العلم ہے۔

فصل باب ۲۲ میں ہے۔ کہ اس دار دنیا میں بعد رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے تین رسول زندہ با لجسد موجود ہیں، ایک ادریس علیہ السلام چہارم آسمان پر، اور ہفت آسمان عالم دنیا میں محسوب ہیں۔ کیونکہ ان ہفت آسمان کے ساتھ عالم دنیا قائم ہے۔ اور ان کے فناء سے فنا ہو جائے گی۔ اور آخرت میں زمین و آسمان متبدل ہو جائیں گے، جیساکہ یہ صورت انسانی متبدل ہو کر اور صورتیں بنیں گی کہ بول و براز انسان کو نہ آئے گا۔ اور دوسرا الیاس علیہ السلام ہے۔ تیسرا عیسے علیہ السلام ہے، یہ دونوں مرسل ہیں۔ قائم ہیں ساتھ دین حنیفی کے جس دین کو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم لائے۔ اور حضرت خضر علیہ السلام کی نبوت میں اختلاف ہے۔ ان چاروں کا وجود بحیات جسدی دار دنیا میں باقی ہے۔ اور یہ سب رسول اوتاد ہیں، اور دوام اور ایک قطب ہے جو موضع نظر حق تعالے کا ہے قطب اُن کا بمنزلہ حجر اسود کے ہے، اور باقی دوسرے ارکان بیت الدین کے ایک کے ساتھ رکن ایمان کا محفوظ ہے۔ اور دوسرے کے ساتھ ولایت کا تیسرے کے ساتھ نبوت کا چوتھے کے ساتھ رسالت کا اور مجموع کے ساتھ دین حنیفی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ پس یہ رسول قیامت تک عالم دنیا میں رہیں گے۔ برائے نام رسول ہیں۔ دراصل دین محمدی میں داخل ہیں اور اکثر لوگوں کو خبر نہیں۔

باوجود ان رسولوں کے امت محمدیہ میں اقطاب اصالتہً ووراثتہً از رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قائم ہوتے چلے آئے ہیں ۔ یہ شان امت حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہے کہ ہر ایک رسول کے قلب پر ایک شخص ہے ۔ جو اُس کا نائب ہے ۔ اور نائب و منیب دونوں زندہ و باقی ہوتے ہیں ۔ اور بعض اہل اللہ صاحب انفاس و اعداد ہوتے ہیں اور قطبیت ان کی نیابتہً و اصالتہً ہوتی ہے اور منجملہ اُن کے اقطاب ہیں جیساکہ قطب بلد اور قطب جماعت شیخ ہوتا ہے ۔ اور مطلقاً قطب زمانہ میں ایک ہوتا ہے ۔ اور وہی غوث ہے وہ مقربین سے ہے ۔ اور سید الجماعت فی زمانہ اور امام دو ہوتے ہیں ایک عبدالرب دوسرا عبدالملک دونو وزیر قطب کے ہوتے ہیں ایک کو مشاہدہ عالم الملکوت کا ہے دوسرے کو عالم ملک و ملکوت کا ۔ اور اوتاد چار ہوتے ہیں ۔ ایک نگہبان مشرق کا ۔ دوسرا مغرب کا ۔ تیسرا شمال کا ۔ چوتھا جنوب کا ۔ اور سات ابدال ہیں جن کے ساتھ ہفت اقلیم کی حفاظت ہے ۔ صاحب اقلیم اوّل کا برقدم خلیل علیہ السلام ہوتا ہے ۔ اور صاحب اقلیم ثانی کا برقدم موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام اور ثالث برقدم ہارون علیہ السلام اور رابع برقدم ادریس علیہ السلام اور خامس برقدم یوسف علیہ السلام اور سادس برقدم عیسےٰ علیہ السلام اور سابع برقدم آدم علیہ السلام ۔ یہ سات شخص اسرار سبعہ سیارہ پر واقف اور مطلع ہوتے ہیں ۔ کہ اسمار وصفات الٰہیہ کے اسرار اُن میں مودع ہیں ۔ قدوۃ المحققین شیخ محی الدین بن عربی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ مکہ شریفہ میں ان سے میری ملاقات ہوئی ۔ احسن الصمت تھے ۔ یعنی خاموش عمدہ طور پر ۔ اور اُن سے دریافت کیا گیا کہ یہ مرتبہ کس ذریعہ سے ملتا ہے کہا کہ گرسنگی و بیداری و خاموشی و عزلت کے سبب ملتا ہے ۔ اور نقباء بارہ ہیں ۔ بارہ برج آسمان کی تعداد پر ۔ وے بارہ برج کی خاصیت جداجدا جانتے ہیں ۔ یہ نقباء عالم العلوم شرایع منزلہ کے ہوتے ہیں اور نفوس اسرار اُن کو معلوم ہوتے ہیں حتیٰ کہ ابلیس کے رموز و اسرار ایسے جانتے ہیں کہ وہ خود نہیں جانتا ۔ اور ان کو ایسا علم ہے ۔ کہ اگر کسی آدمی کے نشان قدم کو دیکھیں تو اُس نشان سے سعادت و شقاوت اس کی معلوم کر لیتے ہیں جیساکہ قیافہ دان لوگ قیافہ آدمی سے اُس کا حال طبعی معلوم کر لیتے ہیں اور دیار مصر میں ایسے ایسے لوگ دیکھے جو پتھروں میں نشان

قدم شخص کا معلوم کر کے اُس کا پتہ دیتے ہیں اور منجملہ اُن کے نجباء ثمانیہ ہیں کہ اُن کو علم صفات ثمانیہ کا ہے اور سموات ثمانیہ کا۔ اور منجملہ حواریین ہیں وہ ایک ہی ہوتا ہے، حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں زبیر بن العوام تھے یہ شخص جامع السیف والحجۃ ہوتا ہے دونوں کے ساتھ اقامت دین کی کرتا ہے۔ منجملہ اُن کے چالیس رجبیؔ ہوتے ہیں۔ یہ لوگ ماہ رجب کے ہلال کے طلوع سے بے ہوش ہو جاتے ہیں رجب ماہ رجب ختم ہو جاتا ہے۔ اور شیطان آتا ہے تو ہوشیار ہو جاتے ہیں۔ ایسی بے ہوشی میں سال بھر کا حال اُن پر کشف ہو جاتا ہے۔ منجملہ اُن کے ایک ختم ہے، وہ واحد ہے۔ ہر زمانہ میں بلکہ وہ واحد ہے در عالم اُس کے ساتھ خدا تعالےٰ نے ولایت محمدیہ ختم فرمائی ہے۔ اولیاء امت محمدیہ میں اُس سے بڑا کوئی نہیں یہ مہدی علیہ السلام ہے بعدہ ختم دوسرا ہے، اُس کے ساتھ ختم دورہ ولایت عامہ کا ہے۔ یہ عیسیٰ علیہ السّلام ہے کہ خاتم ولایت عامہ کا ہے، جو حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوئی ہے۔ قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے دو حشر ہوں گے ایک اُمت محمدیہ میں دوسرا رسولوں میں، اور منجملہ اُن کے تین سو دلی ہے۔ بر قلب آدم علیہ السّلام۔ ہر زمانہ میں کم و بیش نہیں ہوتے۔ ایک مرتا ہے تو دوسرا اُس کے مقام میں قائم کیا جاتا ہے۔

فائدہ :۔ قول نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ یہ تین سو دلی بر قدم آدم علیہ السّلام ہے۔ یا بر قلب ابراہیم علیہ السلام یا غیر ذالک یہ معنی ہیں کہ جو علوم اُن اکابر کے قلب پر وارد ہوتے ہیں، وہی علوم ان اولیاء کے قلوب پر وارد ہوتے ہیں اور معارف آلہیہ ہیں جیسا وہ کبیر منقلب ہوتا تھا ویسا ہی یہ ولی بھی منقلب ہوتا ہے۔ اور بعض مشائخ بجائے قلب کے قدم کا لفظ فرماتے ہیں کہ فلاں برقدم فلاں ہے۔ تو اس کے معنے بھی وہی ہیں جو بر قلب کے ہیں۔ اُن کی دُعا وہی ہے جو دعا حضرت آدم علیہ السلام کی تھی۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ یہ طایفہ اولیاء کا تین سو سال کی عمر رکھتا ہے۔ جو مدت اصحاب کہف کے سونے کی شمار میں تھی اور یہ مدت ثلث یوم الرب کا ہے، یوم الرب ہزار سال کا ہوتا ہے، پس اگر عارف ایک یوم رب کے پاس علم حاصل کرتا ہے تو دوسرے لوگ عالم الحسن کے ہزار سال میں حاصل نہیں کر

۱؎ جن کو عوام ابدال کہتے ہیں ۱۲ منہ

سکتے۔ اور یہ طبقہ اولیاء کا وہ اسماء جانتا ہے۔ جن کی نسبت اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو خطاب کر کے فرمایا تھا۔ اَنْۢبِـُٔوْنِىْ بِاَسْمَآءِ هٰۤؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ اور مراد از انباء اسماء اِس آیتہ کریمہ میں انباء از مسمیات ہے۔ نہ وہ کہ عوام خیال کرتے کہ انباء اسماء دالہ بر مسمیات مراد ہے۔ اور منجملہ اُن کے چالیس برقلب نوح علیہ السّلام ہوتے ہیں۔ دعاء اُن کی دعاء نوح علیہ السّلام ہے رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَیْتِیَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا تَبَارًا ۵ مقام ان کا مقام غیرت دینیہ کا ہونا ہے۔ یہ مقام صعب المرتقی ہے۔ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرمایا ہے اِنَّ اللّٰهَ غَیُوْرٌ مِّنْ غَیْرَتِهٖ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ یعنی اللہ تعالےٰ غیرت والا ہے۔ غیرت کے باعث فواحش کو حرام فرمایا ہے۔ یہ یاد رہے کہ برقلب و برقدم کے یہ معنے ہیں کہ جو علوم کہ حضرت آدمؑ و حضرت نوح علیہما السّلام کے قلب پر وارد ہوتے ہیں وہ سب ان اکابر کے مجموعہ میں ہیں۔ نہ یہ کہ ایک ایک شخص جامع ان علوم کا ہے بلکہ ان کے سارے علوم ایک کل علم حضرت آدم اور حضرت نوح علیہما السّلام کا ہے اور اِن اربعین کے معارج پر اولیاء اللہ نے اپنے اربعینات یعنی چلّوں کو مقرر کیا۔ نہ کم و بیش کہ بموجب فتوحات ان اربعین کے اُن کو چالیس یوم میں فتوحات ہو جاتے ہیں اور منجملہ اُن کے سات برقلب خلیل علیہ السلام ہیں۔ دُعاء ان کی دعا خلیل علیہ السّلام کی ہے رَبِّ هَبْ لِیْ حُكْمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ مقام اُن کا مقام سلامت کا ہے۔ ہر شک و ریب سے اللہ تعالیٰ نے اُن کے سینے غل سے صاف کر دیئے ہیں۔ اُن کو سوءِ ظن کسی آدمی کے ساتھ نہیں ہوتا۔ کیونکہ جو جو شر درنسبت مخلوق کے شرع میں بیان ہوتے ہیں۔ وہ حجابات ہیں۔ اور دراصل جو نسبت رحمت الٰہی کی طرف مخلوق کی ہے۔ جس کے سبب خدا نے مخلوق کو پیدا کیا ہے، وہ رحمت ہے اور رحمت خیر ہے۔ سو اِن اکابر کو وہ رحمت الٰہیہ پیش نظر رہتی ہے، کسی کو شر نہیں جانتے۔ اور تصرف الٰہی در مخلوقات من حیث الوجود کو خیال رکھتے ہیں، نہ من حیث الحکمت۔ کہ حکمت اختلاف اور شک و بد کا حکم فرما رہی ہے۔ اور منجملہ اُن کے پانچ برقلب جبرئیل ہوتے ہیں علوم ان کے حسب

تعداد پروں جبرائیل علیہ السلام کے ہیں۔ سات سو یا سات ہزار ہیں۔ اور جبرائیل علیہ السّلام اُن کا ممد و معاون رہتا ہے۔ اور قیامت کے روز جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ ایستادہ ہوں گے۔ اور منجملہ اُن کے تین بر قلب میکائیل علیہ السلام ہیں۔ یہ بڑی خوشی ولسیط و شفقت کے ساتھ رہتے ہیں۔ ان کے علوم بقدر قوی میکائیل علیہ السلام کے ہیں۔ منجملہ ایک بر قلب اسرافیل علیہ السّلام ہے۔ ابا یزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ بر قلب اسرافیل علیہ السلام تھے۔ اور یہ شخص نیز بر قلب عیسےٰ علیہ السلام ہوتا ہے۔ پس جو شخص بر قلب عیسیٰ علیہ السّلام ہوگا۔ وہ بر قلب عیسیٰ علیہ السلام بھی ہو۔ اور اکثر اولیاء بر قلب انبیاء داؤد و صالح علیہما السلام ہیں۔ اور رجال الفتح اور رجال التحت و السّفل شمار کر کر قدوۃ المحققین شیخ اکبر قدس سرہٗ نے مدارج میں فرمایا۔ منجملہ اُن کے ایک رجل ہوتا ہے۔ اور گاہے عورت بھی ہوتی ہے وہ قاہر فوق عبادہ ہوتا ہے۔ استطالت اُس کی کل شئے پر ہے۔ سوائے اللہ تعالےٰ کے ان میں سے شجاع مِقدام کثیر الدعوی بحق یَقُولُ وَ یَحْکُمُ وَ عَدْلٌ کَانَ صَاحِبُ هٰذَا الْمَقَامِ شَیْخُنَا۔ عبدالقادر جیلانی ببغداد یعنی بہادر پیشقدم معرکہ جنگ میں حق کے ساتھ بڑے بڑے دعویٰ کرنے والا۔ کہتا سچ اور حکم کرتا انصاف و عدل سے صاحب اس مقام کے تھے۔ ہمارے شیخ بغداد میں عبدالقادر جیلانی قدس سرہ ان کا دبدبہ و غلبہ ساتھ حق کے تھا خلق پر۔ بڑی شان والے تھے۔ اخبار اُن کی مشہور ہیں۔ میری اُن سے ملاقات نہیں ہوئی۔

چونکہ اہل اللہ کی تعداد کامل اور اصناف و طبقات اُن کے بیان کرنے سے ایک کتاب کلان بنتی ہے۔ لہذا اختصار اسی قدر پر اکتفا کرنا مناسب ہے۔ کیونکہ اصل مقصود تالیف اس رسالہ سے تعداد مناقب و مناصب حضرت غوثیہ عالیہ کی ہے۔ ظاہر ہے کہ ہر مرتبہ والا نبی ہو یا ولی دوسرے کو تب ہی پورا پورا شناخت کرے گا۔ جب اُس کے مرتبہ تک رسا کار ہووے گا، ورنہ تا دیدہ ظناً و تخمیناً یہ کیفیت منکشف نہیں ہو سکتی۔ لہذا اوصاف و مناقب جناب اقدس کے وہی بیان ہوں، جو کچھ خود حضرت غوث الاعظم قدس سرہٗ نے اپنی زبان مبارک سے باذن اللہ فرمائے ہیں۔

(مقصد) ارباب دانش و بینش و فطنت و مہران بصیرت و خبرت پر واضح ہو کہ پائے راستی و درستی اعتقاد کا جب راہ رشاد و سداد کو طلب کرتا ہے۔ تو صراط مستقیم انبیا و مرسلین و آل طیبین و اصحاب طاہرین و اولیاء کاملین و علمائے راسخین و شہداء و صالحین کو پالیتا ہے۔ اور دست شوق و محبت مردان آلہ و محبوبان بارگاہ کے قدم ثابت کو پکڑتا ہے۔ تو مالک ممالک ولایت و حمایت لطف جمیل و عطف جلیل کا ہو جاتا ہے۔ اور دل نیاز منزل ارباب لُب و اصحاب حب کا جب چشم سر سریرت کے ساتھ دیکھتا ہے۔ تو نور جمال باکمال مہوشان روضۂ خطیرۃ القدس سے منور و مکمل ہو جاتی ہے۔ اور گوش ہوش اہل ذوق لذائذ عرفانی کے قرب میں جب حجاب غیریت کو دور کر دیتا ہے۔ تو صوت سر دش غیبی کو بلا شک ولاریب استماع کرتا ہے۔ اور زبان حال و قال جب باہم اتفاق و اتفاق دانش پذیر ہوتی ہے۔ تو اسرار حقائق و دقائق انوار وراء الوراء کے باشارات و کنایات گویا ہوتی ہے۔ خداوند کریم نے جن کو ازل میں بلسان کرم ندا دی ہے۔ تو وہ مستانہ و دیوانہ وار وادی جمال مطلق و جادۂ کمال برحق کو سد بارا اور دل و جان کو مشاہدہ عز و کمال و مطالعہ جاہ و جلال عوالم الغیب والتوحید سے مظہر تجلیات قدس و تقریبہ کا بن کر جسم عنصری و پیکر عنبری کو سنوارا۔ اور بعد کد و کاوش و جہد و آویزش کے اک ایک اُنس پرانیس ہوا۔ اور بساط انبساط چار بالش قدس پر صفوف صدای سرستیاں میں ہم جلیس ہوا۔ حضرت سلطان الشیخ سید محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کے مناقب جلیلہ و مناصب جمیلہ اقطاب و اغواث کے ادراک و فہم سے فوق ہیں۔ فہم و وہم مگس طینان عوام کا اوج پران شہباز لامکان کی طرف راہ نہیں پا سکتا۔ قیاس و گمان بوم شوم بادیہ نشینان حیرت و غیرت نغمہائے عندلیب گلستان جنان فردوس بریں کو سن نہیں سکتا۔ یہ کلمات طیبات حضرت غوثیہ عالیہ کا ترجمہ ہے۔ عربی الفاظ کا مقصد متکلم کلیم اللہ اساطیر تجلیات اسرار میں مستور ہے۔ پس پردہ ہائے واشعۂ شمعہائے مسطور۔ ھالا یدرکہ کلہ لایترک کلہ اس بحر عذب البیانی سے سیراب کرتا ہے۔

حضرت غوث الاعظم قدس سرہٗ کا کلام بڑی عظمت و شان کا ہے۔ سامعین کمل

اولیاء ادراک معانی سے عاجز رہتے ہیں۔ آپ نے بارہا فرمایا۔ مجھ کو کسی پر قیاس مت کرو۔ اور نہ دوسرے کو مجھ پر۔ میں وراء الوراء ہوں۔ میری کلام کی تصدیق کروگے تو اُس میں نجات ہے۔ اور میری تکذیب کرنی سم ساعت یعنی زہر قاتل ہے۔ شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ حضرت کی کلام سن کر متعجب ہوئے۔ اور عرض کیا۔ کہ یا شیخ عبد القادر آپ مکر الٰہی سے خائف نہیں۔ حضور نے ان کے سینہ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ حماد دل کی آنکھ کے ساتھ دیکھ میرے ہاتھ میں کیا ہے۔ حماد بے ہوش ہوگئے۔ جب حضرت نے ہاتھ اُٹھایا تو ہوش میں آگئے اور کہا کہ میں نے حضرت کے ہاتھ میں ستر عہد نامے خدا تعالےٰ کے دیکھے کہ اللہ تعالےٰ آپ کے ساتھ مکر نہ فرمائے گا۔ اور حضرت رضی اللہ عنہ کرسی وعظ پر باآواز بلند فرماتے تھے۔ اَنَا الْمَحْفُوْظُ اَنَا الْمَلْحُوْظُ اَنَا الْمَحْظُوْظُ میں خدا کے حفظ میں ہوں میں خدا کی نگاہ میں ہوں۔ میں حظ[1] پانے والا ہوں۔ اَنَا اَمْرٌ مِّنْ اَمْرِ اللّٰہِ میں ایک بڑا پوشیدہ راز ہوں خدا تعالیٰ کے رازوں سے یَا عَزِیْزُ اَنْتَ وَاحِدٌ فِی السَّمَاءِ اَنَا وَاحِدٌ فِی الْاَرْضِ یعنی اے عزیز تو یکتا آسمان میں ہے۔ میں یکتا زمین میں ہوں اللہ تعالیٰ رات و دن میں ستر بار فرماتا ہے کہ میں نے تم کو اپنے واسطے برگزیدہ کیا ہے کہ میرے سامنے تم سے سلوک کیا جائے۔ اور فرماتا ہے۔ اے عبد القادر بات کہہ تیری بات سُنی جائے گی۔ اے عبد القادر تجھے قسم ہے میرے حق کی جو تجھ پر ہے کھانا کھاؤ۔ اور پانی پیو کلام کرو۔ میں نے تجھے ہلاکت سے امان دی ہے۔ اور مجلس وعظ میں بیٹھے بیٹھے ہوا میں چلے جاتے تھے۔ اور فرماتے تھے۔ آفتاب طلوع نہیں کرتا۔ یہاں تک کہ مجھ پر سلام کرے۔ اور سال آتا ہے وہ سلام کرتا ہے۔ اور خبر دیتا ہے۔ جو کچھ اُس میں گزرے گا اور ماہ و ہفتہ و دن ایک ایک آتا ہے۔ اور سلام کرتا ہے۔ جو اپنی اپنی خبریں دیتے ہیں۔ کہ یہ ہمارے اندر گزرے گا۔ اور قسم عزت اپنے رب کی کہ نیک بخت لوگ و بد بخت لوگ لوح محفوظ کے اندر لکھے ہوئے ہیں۔ میرے سامنے پیش کئے جاتے ہیں۔ اور میں خدا کے علم مشاہدہ کے دریاؤں میں غوطہ مارنے والا ہوں۔ اور میں تم سب پر خدا تعالےٰ کی حجت ہوں۔ (حجت اللہ تعالےٰ کی سب پر غالب ہے) میں نائب رسول کریم کا ہوں۔ اور زمین میں

---

[1] (یعنی حصہ)

وارث اُن کا۔ شیخ شہاب الدین سہروردی فرماتے ہیں۔ کہ حضرت عبدالقادر قدس سرہٗ اپنے مدرسہ میں منبر پر فرما رہے تھے۔ کُلُّ وَلِیٍّ عَلٰی قَدَمِ نَبِیٍّ ہر ولی ایک نبی کے قدم پر ہے۔ وَاَنَا عَلٰی قَدَمِ جَدِّیْ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اور میں اپنے جد پاک کے قدم پر ہوں۔ کوئی قدم نہیں اٹھایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مگر میں نے اپنا قدم اُسی مکان پر رکھا ہے۔ مگر قدم نبوت کا کہ اسجگہ سوائے نبی کے دوسرا کوئی قدم نہیں رکھتا۔ علی بن ادریس کہتے ہیں کہ میں نے سُنا حضرت قدس سرہٗ فرماتے تھے کہ انسانوں کے مشائخ ہیں۔ اور جنات کے بھی مشائخ ہیں۔ اور ملائکہ کے بھی مشائخ ہیں۔ اور میں سب کا شیخ و مرشد ہوں۔ اور حافظ عبدالعزیز معروف با بن الاخضر کہتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت شیخ قدس سرہٗ سے سنا فرماتے تھے کہ میں خلقت کے امور و عقل سے پرے ہوں۔ کل رجال الحق جب تقدیر حق تک پہنچتے ہیں۔ تو رُک جاتے ہیں۔ اور میں جب تقدیر حق تک پہنچا تو میرے واسطے ایک روزن کھلا۔ پس میں اُس روزن میں داخل کیا گیا۔ اور تقدیر میں خدا کے ساتھ یعنے منازعت کے ساتھ قوت خدا کے واسطے رضامندی خدا کی فَالرَّجُلُ ھُوَ الْمُنَازِعُ لَا الْمُوَافِقُ لَہٗ پس مرد وہ ہے۔ کہ تقدیر حق کا منازع ہو۔ نہ موافق کہ وہ مرد نہیں۔ اور فرماتے تھے خوشی واسطے اُن کے ہے۔ کہ جس نے مجھے دیکھا۔ یا میرے دیکھنے والے کو دیکھا یا دیکھنے والے کے دیکھنے والے کو دیکھا۔ اور میں حسرت ہوں اُس پر جس نے مجھ کو نہیں دیکھا۔ جب حضرت قدس سرہٗ معروف کرخی کی قبر پر گزرے تو فرمایا السلام علیک یا شیخ تو مجھ سے ایک درجہ آگے گزرا۔ جب دوبارہ اتفاق عبور کا اُن کے مزار پر ہوا تو فرمایا السلام علیک یا شیخ ہم تم سے دو درجہ آگے بڑھ گئے۔ قبر سے جواب آیا۔ وعلیک السّلام یا سید اہل زمانہ۔ یعنی آپ پر سلام اے سردار اہل زمانہ کے۔

اور حضرت نے اپنے اصحاب کو ایک دفعہ فرمایا۔ عراق کا ملک میرے سپرد ہوا ہے پھر بعد مدت فرمایا۔ اب ساری زمین مشرق اور مغرب اور جنگل اور آبادی۔ اور خشکی اور دریا صاف اور پہاڑ میرے سپرد کیے گئے۔ اُس وقت کے اولیاؤں سے کوئی باقی نہیں رہا تھا مگر سب نے خدمت میں آکر واسطے عزت قطبیت کے سلام کیا۔ اور حضرت نے فرمایا ہے۔

جب تم اللہ سے کوئی حاجت مانگنا چاہو تو میرے وسیلہ سے مانگا کرو۔ اور وعظ کے منبر پر بیٹھ کر فرماتے تھے۔ اے اہل زمین مشرق اور مغرب کے۔ اور اہل آسمان کے سنو فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَیَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ یعنی پیدا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ وہ چیزیں کہ تم نہیں جانتے ہو، اور میں ان چیزوں سے ہوں کہ تم نہیں جانتے۔

(فائدہ) جب کہ حضرت کے اصحاب اور باریابان دربار عالی آپ کو پورا پورا نہیں جان سکتے تھے، اور کل اولیاء اللہ ہی ہوتے تھے۔ پس عوام اور خواص علمائے۔ و اولیاء کے ادراک اور فہم کو رسائی کہاں ہے، کہ ان کے اوصاف اور حالات اور کمالات بیان کریں۔ اور فرماتے تھے۔ اے اہل زمین مشرق اور مغرب کے آؤ۔ کچھ مجھ سے سیکھو اے عراق والو۔ احوال میرے پاس ایسے ہیں، جیسے کپڑے میرے گھر میں لٹکائے گئے۔ جس کو چاہوں پہنوں۔ تم تسلیم کرو ورنہ میں ایسے لشکر لاؤں گا۔ کہ تم کو ان کے مقابلے کی طاقت نہیں یَا غُلَامُ سَافِرْ اَلْفَ عَامٍ اے لڑکے ہزار برس اس مراد پر سفر کر کہ تو مجھ سے ایک کلمہ سنے۔ اے غلام سب ولایتیں میرے پاس ہیں، سب درجے میرے پاس ہیں، میری مجلس میں خلعتیں تقسیم کی جاتی ہیں، اور کوئی نبی نہیں ہے، جس کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔ اور نہ کوئی ولی ہے۔ مگر میری اس مجلس میں حاضر ہوا ہے۔ زندے اپنے بدنوں کے ساتھ اور مردے اپنی روحوں کے ساتھ منکر نکیر جب قبر میں تیرے پاس آئیں گے۔ تو ان سے میرا احوال پوچھنا۔ وہ تجھ کو میری خبر دیویں گے۔ (فائدہ) آپ کی اس کلام فیض نظام سے صاف واضح ہو گیا کہ حضرت کا فرمایا قَدَمِیْ هٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ نسبت کل اولیاء کے ہے، خواہ زندہ تھے اس وقت یا مردہ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ منکر نکیر کا سوال سب سے ہوتا ہے، مگر آپ کے مرید برعکس لوگوں کے منکر نکیر سے سوال کریں گے، کہ ہم کو حضرت غوث اعظم قدس سرہٗ کی خبر دو۔ اس جواب و سوال سے کوئی عجیب نکتہ پیدا ہوتا ہے کہ سائل کا جواب مجیب پورا دیوے تو طرفین کی خوشی ہوتی ہے، اور اگر جواب نہ بن آئے تو مجیب دب جاتا ہے، اور سائل کے سامنے شرما جاتا ہے۔ اور جب حضرت کوئی بڑی کلام فرماتے تھے تو بعد اس کے یہ بھی فرماتے قسم ہے۔ اللہ کی تم پر کہو آپ نے سچ کہا ہے۔ بے شک میں یقین سے بولتا ہوں جس میں کوئی شک

نہیں ۔ مجھ کو بلایا جاتا ہے ۔ تو بولتا ہوں ۔ اور دیا جاتا ہے ۔ تو تقسیم کر دیتا ہوں ۔ اور امر کیا جاتا ہے تو کرتا ہوں ۔ ذمہ اُس کا ہے ۔ جس نے مجھ کو امر کیا ۔ اور دیت عاقلہ[1] پر ہے ۔ میری کلام کی تکذیب کرنی تمہارے دین کے واسطے سم قاتل ہے ۔ اور تمہاری دنیا اور عاقبت کے جانے کا سبب ہے ۔ میں بڑا شمشیر زن ہوں ۔ میں بڑا قتل کرنے والا ہوں ۔ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ یعنی اللہ تعالےٰ اپنی ذات سے تم کو خوف دلاتا ہے اگر شریعت کی لگام میری زبان پر نہ ہوتی تو میں تم کو بتا دیتا ۔ جو تم کھاتے ہو ۔ اور تم اپنے گھروں میں ذخیرہ کرتے ہو ۔ اور تم میرے سامنے مثل شیشوں کانچ کے ہو ۔ تمہارے اندر اور باہر کی چیزیں مجھے نظر آتی ہیں ۔ اور حکمی خدا کی لگام میری زبان پر نہ ہوتی تو صاع یوسف علیہ السلام کی خود بتاتی ۔ جو اُس میں ہے ۔ یعنی میرا بدن سوائے زبان کے رو مٹا رو مٹا اپنے بھید بتا دیتا ۔ لیکن علم عالم کے دامن میں پناہ گیر ہے ۔ تاکہ عالم اُس علم کا راز فاش نہ کرے

(حکایت ۱) ذکر ہے کہ ایک دن آپ انجیر کھا رہے تھے کہ کھانا چھوڑ دیا ۔ اور بے ہوشی میں ہو گئے ۔ جب ہوش میں آئے تو فرمایا کہ اس وقت میرے دل کے واسطے ستر دروازے علم لدُنّی کے کھولے گئے ۔ ہر ایک دروازہ اتنا چوڑا ہے ۔ جتنی چوڑائی درمیان آسمان و زمین کے ہے ۔ پھر معارف میں اہل خصوص کی ایسی طویل کلام فرمائی جس سے حاضرین لوگ بے ہوش ہو گئے ۔ اور سب نے خیال کیا کہ کوئی ایسی کلام بعد حضرت شیخ کے نہ بولے گا ۔ اور قبل از ظہر منگل کے روز ۱۶ ماہ شوال ۵۲۱ھ ہجری حضرت غوث پاک منبر پر بیٹھے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو حضرت فرماتے ہیں کہ اے بیٹا کیوں نہیں بولتا ۔ آپ نے عرض کیا یا ابی میں عجمی مرد ہوں فصحائے عرب کے سامنے بغداد میں کس طرح بولوں ۔ حضرت نے فرمایا منہہ اپنا کھول تو حضرت شیخ نے منہہ کھولا ۔ پس حضرت نے سات دفعہ منہہ میں لعاب مبارک ڈالا اور فرمایا کہ اب میری خاطر لوگوں کے سامنے کلام کرو ۔ ساتھ حکمت و موعظت حسنہ کے لوگوں

---

[1] عاقلہ اُن لوگوں کو کہتے ہیں جو کسی شخص کے رشتہ دار یا ذمہ دار ہوں ۔ جب کوئی حرکت اُس سے ہو جائے اور تاوان دینا پڑے تو عاقلہ دیتے ہیں ۔ ۱۲

کو اپنے رب کی طرف بلاؤ۔ پس حضرت نے ظہر کی نماز پڑھی اور وعظ کے واسطے بیٹھے خلقت بہت جمع ہوئی تھی۔ پھر کلام بند ہوگئی۔ پس حضرت علی کو دیکھا کہ مجلس میں حضرت شیخ نے عرض کیا یا ابتاہ۔ کلام بند ہوگئی۔ فرمایا اپنا مُنہہ کھول جو منہہ کھولا تو چھ بار اپنا لعاب منہ میں ڈالا۔ حضرت شیخ نے عرض کیا کہ سات بار پورے کیوں نہیں فرمائے۔ آپ نے فرمایا واسطے ادب کے ساتھ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے۔ پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ غائب ہو گئے۔ بعدہ حضرت نے وہ معارف اور حقایق حضرت الٰہیہ اور حضرت آدم علیہ السّلام اور باقی حضرات انبیائے کرام خصوصاً حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان فرمائے کہ سامعین متحیر اور بے ہوش ہو گئے اور وہ کلام پاک آپ کا جن جن مقربین کے خیال میں رہا۔ انہوں نے لکھ لیا۔ اور اپنے اصحاب احباب کے سامنے بیان کیا چنانچہ علی بن یوسف نے بہجت الاسرار میں نقل کر دیا ہے۔ اگر وہ کلام یا ترجمہ اُس کا لکھا جائے تو سامعین کو طاقت سمجھ کی نہیں ہے عالم لوگ جن کو خدائے تعالیٰ نے ذوق کامل عطا فرمایا ہے وے خود بہجت الاسرار کو مطالعہ کر کے حظ وافر اُٹھاتے ہیں۔ مگر عوام کو سمجھا نہیں سکتے۔ پس اُس کلام پاک کا اس رسالہ میں لکھنا کچھ مفید معلوم نہیں ہوتا۔

(حکایت) عبداللہ بن احمد بغدادی کہتا ہے۔ کہ میری بیٹی فاطمہ نام حویلی کی چھت پر چڑھی تو کوئی دیو اُس کو اُٹھائے گیا۔ اور میں نے حضرت شیخ کی خدمت میں جا کر عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اس رات میں کرخ کی خرابی میں فلانے ٹیلے کے پاس بیٹھو اور زمین پر ایک دایرہ خط کا کھینچو۔ اور گرد اپنے کھینچتے ہوئے یہ پڑھو باسم اللہ علیٰ نیۃ عبدالقادر۔ پس جب رات اندھیری ہو جائے گی تو کئی طائفے جنوں کے مختلف صورتوں پر تیرے پاس سے گزریں گے۔ سو اُن کی صورت سے خوف مت کھانا۔ سحر کے وقت جنات کا بادشاہ بڑی فوج میں تیرے پاس آئے گا۔ اور تجھ سے تیری حاجت پوچھے گا سو تو کہہ دینا کہ حضرت شیخ عبدالقادر نے مجھ کو تیری طرف بھیجا ہے۔ اور اپنی بیٹی کا حال اُس کے سامنے بیان کرنا سو میں بموجب فرمان حضرت کے وہاں گیا۔ ویسا ہی کیا۔ سو ڈرانی صورتیں میرے پاس گزرتی تھیں۔ اور میرے دایرہ کے اندر کوئی نہیں آتا تھا۔ رفتہ رفتہ اُن کا بادشاہ گھوڑے پر سوار آیا۔ اور

اُس کی اردل میں بہت فوجیں جنات کی تھیں ۔ دائرہ کے سامنے کھڑا ہو کر کہنے لگا۔اے آدمی تیری کیا حاجت ہے ۔میں نے کہا حضرت شیخ عبدالقادر نے مجھ کو تیری طرف بھیجا ہے۔ وہ جھٹ گھوڑے سے اُتر کر زمین چومنے لگا۔ اور دائیرہ کے باہر بیٹھا۔ اور اُس کی فوج بھی بیٹھی ۔ اور بولا اب اپنا حال کہو میں نے اپنی بیٹی کا قصہ اُس کے سامنے بیان کیا ۔ اُس نے اپنی فوج سے دریافت کیا کہ یہ حرکت کس نے کی ہے ۔سب نے لاعلمی بیان کی ۔ پھر بعد ایک ساعت کے ایک دیو اُس کے پاس لائے ۔ اور وہ لڑکی اُس کے ساتھ تھی ۔اُس کو چین کے شیاطین سے کہتے تھے ۔پادشاہ نے اُس کو کہا تو کس سبب رکاب قطب کے نیچے سے اس کو اڑا لے گیا ہے ۔ بولا میری دل لگی تھی اور اس پر عاشق ہو گیا تھا ۔بادشاہ نے اُس دیو کی گردن مارنے کا حکم دیا ۔ اور میری بیٹی میرے حوالہ کر دی۔ میں نے کہا جیسا کہ پادشاہ حکم شیخ عبدالقادر قدس سرہ کا بجالایا ہے ۔میں نے کبھی نہیں دیکھا وہ بولا کہ ہاں بے شک حضرت اپنے مقام سے ہمارے سرکشوں کو زمین کے کنارے میں دیکھتے ہیں ۔تو وے اُن کی ہیبت سے اپنے اپنے مساکن کو بھاگ جاتے ہیں ۔تحقیق اللہ تعالیٰ جب قطب کو قائم کرتا ہے ۔ تو اس کو جنات و آدمیوں پر تصرف دیتا ہے ۔

(**حکایت**) ایک شخص حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میری زوجہ کو مرگی بہت آتی ہے ۔ اور عزیمت والے اُس کے حال میں تھک رہے ہیں ۔حضرت شیخ نے فرمایا یہ سرکش وادی سرندیپ کے سرکشوں سے ہے نام اُس کا خانس ہے ۔جب تیری زوجہ کو مرگی آوے تو اس کے کان میں کہو ۔اے خانس شیخ عبدالقادر بغداد والے کا حکم ہے کہ تو پھر مت آئے گا ۔ تو ہلاک ہووے گا ۔ وہ شخص چلا گیا ۔ دس سال کے بعد آیا تو لوگوں نے اُس سے دریافت کیا بولا کہ میں نے بموجب فرمودۂ حضرت شیخ کے کیا سو اب تک مرگی اُس کو نہیں آئی ۔

اور بعض روسائے صناعت عزیمت کے کہتے ہیں ۔کہ بغداد شریف میں بحالت حیات حضرت شیخ قدس سرہٗ چالیس برس رہا ۔اس عرصہ میں وہاں مرگی کسی کو نہیں پڑی ۔ جب حضرت کی وفات ہوئی تو مرگی پڑنے لگی ۔ اور پرانے پندرہ ماہ کے تپ والے

کے کان میں کسی نے حسب حکم حضرت شیخ قدس سرہٗ کہا۔ اے ام ملدم (نام بخار کا ہے)
حضرت شیخ فرماتے ہیں نکل جا۔ اور حلہ کو جادہ دور ہوگیا۔ (کلمات الشیخ قدس سرہٗ)

اِنْفِرَادُكَ فِي طَرِيْقِ طَلَبِهٖ — یعنی تنہا ہونا تیرا خدا کی طلب کے راہ
اِمَارَةُ صِحَّةِ الْمَحَبَّةِ۔ — میں نشان صحت محبت کا ہے۔

اور دل کی آنکھ سے غیر خدا کی التفات کرنی علامت دوری کی ہے تیرا بولنا بغیر ذکر اللہ کے زنگ ہے۔ دل کے آئینہ پر جو کوئی مشغول ہوا ساتھ غیر اللہ کے اُس نے وصل کی حلاوت نہیں چکھی۔ جو کوئی ایک لمحہ سوائے اللہ کے کسی کی طرف مائل ہوا۔ وہ جناب رحمت کے قریب نہیں ہوا۔ راہ کے تین رکن ہیں۔

حق و صدق و عدل۔ عدل جوارح پر اور حق عقول پر۔ اور صدق قلوب پر۔ جو خدا کو ساتھ حقیقت صدق دل کے طلب کرے گا۔ صدق اُس کے دل میں آئینہ بن جائے گا۔ جس سے عجائب دنیا و آخرت کے دیکھیں گے۔ حفظ قوانین حیات سرمدیہ بہتر ہے۔ حفظ قوانین حیات فانیہ سے وحدت باب فکرت کا ہے کثرت ذکر علامت ہے۔ حضور قلب کی۔ اور حضور قلب کا مع اللہ تعالےٰ علامت توفیق کی ہے۔ اور حصول توفیق رہبر ہے حضرت قدس سرہ کا مشتبہ کی کہانی سے منبع طاعت کی صفائی مکدر ہو جاتی ہے۔ اقامت وظایف خدمت سے اعراض کرنا سبب ہے۔ اعراض خدا کا اے غلام بلبل کی طرح نہ ہو کہ موسم ربیع میں اپنی آواز کی عاشق ہو کر اپنے غموں کے ساتھ ترجیع کرتی ہے۔ اور اپنی خوش آوازی پر وقت گزارتی ہے۔ اس کی آواز کی طرف التفات نہیں کرتا۔ اور نغمات ہواتف کی لذت پر خوشی نہیں کرتا ہے۔

حکایت: ابو عبداللطیف خادم حضرت شیخ کا کہنا ہے کہ حضرت شیخ پر ایک وقت اڑھائی سو دینار قرضہ ہوگیا تھا۔ ایک شخص جس کو میں نہیں جانتا تھا حضرت کے پاس بلا اذن چلا آیا۔ اور بہت تک باتیں کرتا رہا۔ اور کچھ سونا حضرت کے سامنے نکال رکھا اور کہا یہ دفائے دین ہے پس چلا گیا۔ حضرت شیخ نے مجھ کو حکم کیا ہے۔ کہ ہر ایک حقدار کا حق پہنچا دو اور فرمایا کہ یہ شخص صراف قدر ہے۔ میں نے عرض کیا کہ صراف قدر کیسا ہے۔ فرمایا کہ فرشتہ ہے

کہ اللہ تعالے اُس کو مدیون اولیاؤں کے پاس بھیجتا ہے اور یہ اُن کا دین ادا کرتا ہے اور یہی عبداللطیف کہتا ہے۔ کہ ایک دن حضرت کلام کر رہے تھے کہ ہوا میں چند قدم تشریف لے گئے، اور فرمایا اسرائیلی۔

قِفْ وَاسْمَعْ کَلَامَ مُحَمَّدِیْ (یعنی اے اسرائیلی ٹھیر کر کلام محمدی کا سن)

پھر اپنی جگہ کی طرف لوٹ آئے کسی نے عرض کیا کہ یہ کیا معاملہ تھا۔ فرمایا کہ ابوالعباس خضر علیہ السلام ہماری مجلس کے پاس سے جلدی گزرا تو میں اُس کی طرف گیا اور جو کچھ تم نے سُنا وہ میں نے کہا۔ وہ ٹھیر گیا۔

حکایت:۔ عدی بن مسافر کہتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ حضرت شیخ قدس سرہٗ کلام فرما رہے تھے کہ مینہہ برسنے لگا۔ مجلس کے بعض لوگ متفرق ہو گئے۔ حضرت نے سر مبارک آسمان کی طرف اٹھا کر فرمایا۔ میں جمع کرتا ہوں اور تو پراگندہ کرتا ہے۔ مینہہ مجلس سے تھم گیا خارج از مجلس برستا تھا اور مجلس پر ایک بوند بھی نہ پڑتی تھی۔ ایک دفعہ دریا دجلہ طغیانی میں آگیا۔ حتیٰ کہ بغداد شریف غرق ہونے لگا۔ لوگ حضرت شیخ قدس سرہٗ کے حضور میں آکر مستغیث ہوئے۔ حضرت نے عصا مبارک لیا۔ اور دریا کے کنارے کی طرف آئے اور پانی کے کنارہ پر عصا گاڑ دیا اور فرمایا یہاں تک اُسی وقت سے پانی گھٹ گیا۔

حکایت:۔ ابوبکر بن احمد بن محمد کہتا ہے۔ کہ شیخ حماد نے یہ بات میرے سامنے بیان کی تھی۔ کہ میں ایک دن اپنے خراس سے نکل کر راستہ میں تھا۔ کہ مینہہ آگیا میں نے کہا یہ بات معتبر نے معتبر سے مجھے سنائی ہے۔ یارب ان کی حرمت کے سبب مینہہ تھام لے۔ مینہہ تھم گیا۔ حتیٰ کہ میں اپنے گھر پہنچا۔ جب گھر پہنچ گیا۔ تو بارش شروع ہوئی (کلمات)۔

یَاغُلَامُ عَلَیْکَ بِالصِّدْقِ وَالصَّفَا اے لڑکے صدق اور صفا کو لازم کر پکڑ

اگر یہ دونوں نہ ہوتے تو کوئی بشر اللہ تعالیٰ کے قریب نہ ہوتا۔ اے غلام اگر تیرے دل کے پتھر کو عصائے موسیٰ اخلاق کا مارا جائے تو اس سے چشمے حکمت کے جاری ہوں گے، اخلاص کے پردوں کے ساتھ ظلمت نفس کہاں سے اُترتا ہے۔ نور قدس کے میدان میں جاتا ہے۔ روضہ مقصد صدق کے زیر سایۂ بعد طیران کے اُترتا ہے۔ اور فرمایا کہ عارف لوگ ندیم

مجلس بادشاہ کے ہیں۔ اور ذوق حلاوت شہد ولا کا تلخی صبر بلا کو دور کرتا ہے۔ اے غلام عیون عقول فحول نے دنیا کی طرف نہیں التفات کیا اور جھوٹھی بجلی دنیا نے ان کو قریب نہیں دیا۔ بلکہ وے قول محبوب کا جو قول دنیا سے ہے سمجھ گئے۔

اِنَّمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّلَھْوٌ حیاتی دنیا کی کھیل ہے یا غلام

لذتوں کے حجاب سے شیطان دلوں میں داخل ہوتا ہے۔ اور منافذ شہوات سے سینوں کی طرف گزرتا ہے۔ حُب دُنیا کے قریب سے نفوس میں بعض آخرت کا بوتا ہے سو خوشی ہے۔ اس کو کہ غفلت کی خواب سے بیدار ہوا اور اس کے حال کا چشمہ صاف ہوا۔ اور قرب مولیٰ کا طالب ہوا اور ضروریات اپنے کی طرف نکل بھاگا اور قبل از محاسبہ اسرع الحاسبین کے اپنے نفس سے محاسبہ کر چکا۔

حکایت :۔ شیخ بقا بن بطورح نے کہا۔ پیر مرد معہ ایک جوان کے حضرت شیخ کے حضور میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ اس کے واسطے دعا کرو۔ یہ میرا بیٹا ہے۔ اور حالانکہ بیٹا اُس کا نہیں تھا بلکہ سریرت غیر صالح پر تھا۔ سو حضرت شیخ نے غضب ناک ہو کر فرمایا کہ اب تمہاری حالت میرے ساتھ اس درجہ کو پہنچی ہے۔ اتنا فرما کر حویلی میں داخل ہوئے۔ پس اسی وقت سے اطراف بغداد میں آگ لگی۔ جب ایک مکان میں بجھاتے تھے تو دوسرے مکان کو آگ لگ جاتی تھی۔ اور میں نے دیکھا ایک بلا بغداد پر مثل بادل کے اتر رہی ہے۔ بسبب غضب حضرت شیخ قدس سرہٗ کے۔ سو میں دوڑ کر حضور کی خدمت میں گیا دیکھا کہ حضرت غضب ناک بیٹھے ہیں۔ میں بھی ایک کنارہ میں بیٹھ گیا اور عرض کرنے لگا۔

یَا سَیِّدِیْ اِرْحَمِ الْخَلْقَ یعنی اے میرے سردار لوگوں پر رحمت فرماؤ

لوگ ہلاک ہو گئے۔ آخر حضرت کا غضب فرو ہوا۔ سو میں نے دیکھا کہ بلا ہٹ گئی۔ اور آگ ساری بجھ گئی۔

حکایت :۔ عمر بزاز کہتے ہیں کہ جمعہ کے روز میں حضرت شیخ کے ساتھ جامع مسجد میں گیا۔ دیکھا کہ کسی نے حضرت کو سلام نہیں کیا۔ میں نے دل میں کہا تعجب ہے۔ کہ ہم ہر جمعہ کو جامع مسجد میں آتے ہیں اور ازدحام لوگوں کے سبب سے شیخ تک رسائی نہیں ہوتی تھی۔ یہ خطرہ ہنوز

تمام نہیں ہوا کہ حضرت شیخ نے میری طرف تبسم فرما کر نگاہ کی اور لوگ سلام کے واسطے دوڑ گئے حتیٰ کہ میرے اور حضرت شیخ کے درمیان حائل ہو گئے۔ میں نے اپنے جی میں کہا وہی حال اس سے اچھا تھا۔ حضرت نے تبسم فرما کر میری طرف التفات فرمایا۔ اور کہا یا عمر تم نے وہ ارادہ کیا تھا اور نہیں جانتا تھا کہ قلوب لوگوں کے میرے ہاتھ میں ہیں۔ اگر چاہوں تو اُن کو اپنے سے پھیر دوں۔ اگر چاہوں تو اپنی طرف متوجہ کروں (کلمات) اوّل مومن کے دل میں ستارہ حکمت کا چمکتا ہے۔ پھر چاند علم کا۔ پھر آفتاب معرفت کا۔ سو نجم حکمت کی روشنی سے دنیا کو دیکھتا ہے۔ شمس معرفت کی روشنی سے مولیٰ کو دیکھتا ہے۔ نفس مطمئنہ نجم ہے قلب سلیم سر صافی شمس۔

مقام نفس کا باب اللہ میں ہے۔ مقام قلب کا دربار میں۔ مقام سر کا مخدع میں۔ سر قائم ہے۔ حضور میں حق سبحانہٗ تعالیٰ کے وہ قلب کو تلقین کرتا ہے۔ اور قلب نفس مطمئنہ کو تلقین کرتا ہے۔ اور نفس مطمئنہ زبان پر املا کرتا ہے۔ اور زبان خلقت کو سناتی ہے وجود نفس مطمئنہ مقام تہمت کا ہے وجود قلب مقام شبہ کا ہے۔ اور بروقت صفائی سر کے عجائبات نظر آتے ہیں۔ جب تک تو ساتھ نفس کے ہے۔ اگر کوئی چیز لیتا ہے۔ تو حرام کھاتا ہے۔ اور جب تک قلب منقلب کے ساتھ ہے۔ تو مشتبہ کھاتا ہے۔ اور جب سر صاف ہوا تو حلال مطلق کھاتا ہے رضا بالقضا سبب ہے تقرب قلب کا دار الفضل میں۔

یا هٰذا اَصْدُرُ الصِّدِّیْقِیْنَ
فِیْهِ اَسْرَارِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

صدیقوں کے سینہ میں نجوم کے علم ہیں اور
شموس معارف کے ان انوار کے ساتھ
فرشتوں میں روشنی ہوتی ہے۔

حکایت: شیخ ابوالعباس احمد بن علی صرصری اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت شیخ محی الدین قدس سرہٗ سے سنا ہے فرماتے تھے جو کوئی مسلمان میرے مدرسہ کے دروازے سے گزرے قیامت کے روز اُس سے عذاب تخفیف کیا جائے گا۔ ایک جوان بغداد میں آیا تھا اور علی صرصری سے کہا کہ میں نے آج رات خواب میں اپنے باپ کو دیکھا۔ اُس نے ذکر کیا ہے۔ کہ مجھ کو قبر میں عذاب ہوتا ہے۔ اور مجھ سے کہا کہ حضرت شیخ کی خدمت

میں جاکر میرے واسطے دعا کا سوال کر سو حضرت شیخ نے فرمایا کیا وہ ہمارے مدرسہ کے پاس سے گزرا تھا کہا ہاں۔ پس حضرت خاموش ہوگئے۔ پس وہ جوان دوسرے روز صبح کے وقت خدمت میں آیا اور کہا کہ آج رات باپ کو خوش دیکھا ہے۔ اور لباس سبز اوڑھے ہوئے مجھ سے کہا ہے کہ بہ برکت حضرت شیخ کے عذاب مجھ سے دور ہوا۔ اور یہ لباس جو تو دیکھتا ہے پہنایا گیا ہوں۔

پس تو اے فرزند خدمت میں حضرت کی رہا کر حضرت شیخ نے فرمایا کہ میرے رب نے مجھ سے وعدہ کیا ہے۔ کہ جو مسلمان میرے مدرسہ کے پاس سے گزرے گا۔ میں عذاب اُس سے خفیف کر دوں گا۔ اور علی صرصری کہتے ہیں کہ ایک دن میں حضرت کے حضور میں حاضر ہوا اُس وقت حضرت کے سامنے ذکر تھا۔ کہ مقبرہ باب ازج میں ایک مست کئی دن سے دفن کیا گیا ہے۔ اور اُس کی قبر سے آواز چلانے کی آتی ہے۔ حضرت نے فرمایا کیا اُس نے مجھ سے خرقہ پہنا ہے۔ لوگوں نے کہا معلوم نہیں پھر فرمایا کبھی ہماری مجلس میں حاضر ہوا ہے۔ بولے معلوم نہیں فرمایا کیا میرا کھانا کھایا ہے۔ بولے معلوم نہیں۔ فرمایا میرے پیچھے نماز پڑھی ہے۔ بولے معلوم نہیں۔ فرمایا تقصیر وار لائق خسارت کے ہوتا ہے۔ اور ایک ساعت سر بزرگ نیچے ڈالا۔ ہیبت اور وقار سے آپ بڑے ذی رعب معلوم ہوئے۔ پھر فرمایا کہ فرشتوں نے مجھ سے کہا ہے کہ اُس نے آپ کا چہرہ مبارک دیکھا تھا۔ اور ظن آپ کے ساتھ نیک کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سبب سے اُس پر رحم فرمایا۔ سو اُس کے بعد کبھی آواز قبر سے نہ سنی گئی۔

حکایت:۔ شیخ صالح ابو حفص عمر کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہے اور انبیاء اور اُن کی اُمتیں موقف کی طرف آرہی ہیں۔ انبیاء کے پیچھے ایک دو آدمی ہیں پھر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ہیں۔ اُمت اُن کی بہت سی ہے جیسے رات کی گھٹا۔ اور اُن میں مشائخ ہیں۔ اور ہر شیخ کے ہمراہ اپنے دوست ہیں۔ شمار اور انوار میں متفاوت ہیں۔ اتنے میں ایک مرد مشائخ میں سے آیا ہمراہ اُن کے بہت خلقت ہے سب سے زیادہ میں نے اُن سے پوچھا یہ کون ہیں بولے یہ شیخ عبد القادر ہیں اور اصحاب اُن کے۔ میں نے آگے بڑھ کر عرض کیا کہ مشائخ میں آپ سے بڑھ کر حسن میں کوئی نہیں دیکھا۔ اور نہ اُن کے

تابعین میں آپ کے تابعین سے زیادہ حسن والا ہے۔ آپنے یہ شعر پڑھا۔

ے اِذَا کَانَ مِنَّا سَیِّدٌ فِی عَشِیْرَۃٍ — عَلَاھَا وَاِن ضَاقَ الْخَنَاقُ حَمَاھَا
وَمَا اخْتَبَرَتْ اِلَّا وَ اَصْبَحَ شَیْخُھَا — وَمَا افْتَخَرَتْ اِلَّا وَ کَانَ فَتَاھَا
وَمَا ضُرِبَتْ بِالْاَبْرَقِیْنَ خَیَامُنَا — فَاَصْبَحَ مَاوٰی الطَّارِقِیْنَ سِوَاھَا

یعنی جب ہو کسی قبیلے میں ہمارا سردار تو سب سے عالی ہوگا۔ اگر حلق میں رسّی تنگ ہو جائے تو اس سے چھوڑ دے گا۔ اور نہیں امتحان لیا اُس قبیلہ میں مگر ہمارا سردار اُس کا قطب ہوا اور نہیں فخر کیا اُس قبیلہ نے مگر ہمارا سردار جوان مرد رہا۔ اور ہمارے خیمے مقام ابرقین میں (ابرقین مدینہ شریف کے پاس بنی جعفر کا چشمہ ہے) لگائے گئے کہ رات کے آنے والے مسافروں کا ٹھکانا اُن کے سوا ہووے۔

اور حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے تھے بھائی حسین حلاج لغزش کھا گیا۔ اس کے زمانہ میں ایسا کوئی نہیں تھا کہ اُس کا ہاتھ پکڑتا۔ اگر میں اُس زمانہ میں ہوتا تو اس کا ہاتھ پکڑتا۔ اور میرے دوستوں اور مریدوں اور محبوں میں سے جس کا گھوڑا لغزش کھائے قیامت تک میں اس کا ہاتھ پکڑنے والا ہوں۔

حکایت:۔ بشر قرطنی نے کہا کہ نیشاپور کے راستہ میں چوداں شتر شکر کے لدے ہوئے تھے۔ ایک جنگل ویرانے میں اترے جہاں بھائی بھائی کے ساتھ خوف کے مارے نہیں رہتا تھا۔

اول شب ہی کوچ کیا۔ سو چار شتر بار دار گم گئے۔ اور قافلہ چلا گیا۔ اور میں اونٹوں کی تلاش میں قافلہ سے جدا ہو گیا۔ اور ساری رات ڈھونڈھتے رہے۔ پتا نہ لگا۔ جب صبح پھوٹی مجھ کو حضرت شیخ کا قول یاد آیا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ اگر تو کسی سختی میں پڑے تو مجھ کو پکار ناوہ سختی تجھ سے دور ہو جائے گی۔ پس میں نے پکارا یا شیخ عبدالقادر میرے شتر چلے گئے۔ یا شیخ عبدالقادر میرے شتر چرائے گئے۔ پھر میں نے مطلع فجر کی طرف التفات کیا تو صبح کی روشنی میں ایک شخص ٹیلے پر نظر آیا۔ سفید لباس میں آستین سے مجھ کو اشارہ کرتا ہے۔ کہ تعال تعال یعنی ادھر آ ادھر آ۔ پس جب میں ٹیلے پر چڑھا۔ تو کوئی آدمی

نہ آیا پھر دیکھا تو چاروں شتر ٹیلے کے پاس وادی میں بیٹھے ہیں۔ ان کو پکڑ لیا اور قافلہ کو جا ملے۔ یہ قصہ عبداللہ جبائی نے لکھا ہے اور ابو المعالی نے کہا کہ یہ حکایت ابوالحسن علی خبانہ کے سامنے میں نے بیان کی سو اس نے کہا میں نے ابوالقاسم عمر بزاز سے سنا وہ کہتے ہیں میں نے حضرت شیخ قدس سرہٗ سے سنا فرماتے تھے جو شخص کسی کربت میں میرے ساتھ استغاثہ کرے تو وہ کربت اس سے دور ہو جاتی ہے۔ اور جو شخص کسی شدت میں میرا نام لے کر پکارے وہ شدت اس سے کھل جاتی ہے اور جو شخص اللہ عزوجل کی طرف کسی حاجت میں مجھ کو وسیلہ بناوے تو وہ حاجت اس کی روا کی جاتی ہے اور جو شخص دو رکعت نماز پڑھے۔ اور ہر رکعت میں بعد فاتحہ کے سورہ اخلاص گیارہ دفعہ پڑھے پھر درود شریف وسلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھیجے اور مجھ کو یاد کرے اور عراق کی طرف گیارہ قدم چلے اور نام میرا زبان پر لاوے۔ اور حاجت اپنی یاد کرے تو اللہ تعالےٰ کے اذن سے وہ حاجت اس کی روا کی جاوے گی۔

(فصل) اسمائے مبارکہ اساتذہ حضرت شیخ قدس سرہٗ ابوالوفا علی بن عقیل۔ ابوالخطاب محفوظ بن احمد کلوذانی۔ ابوالحسن محمد بن القاضی ابن لیلی۔

ابوسعید مبارک بن علی مخزومی۔ یہ اساتذہ مذہب اور فقہ کے اور فروع اور اصول کے ہیں۔ اور حدیث شریف کے مشایخ کثیر ہیں۔ ابو غالب محمد بن حسن باقلانی۔

ابوسعد محمد بن عبدالکریم بن خنبش۔ ابوالغنایم محمد بن علی بن میمون رسی اور ابوبکر احمد بن منظفر بن سوس تمار اور ابو محمد جعفر بن احمد بن حسین تارہی سراج۔ اور ابوالقاسم علی بن احمد بن بیان کرخی اور ابوعثمان اسماعیل بن محمد بن احمد بن جعفر بن ملہ صبہانی۔

ابوطالب عبدالقادر بن محمد بن عبدالقادر۔ اور ابوطاہر عبدالرحمان بن احمد بن عبدالقادر۔ اور ابوالبرکات صبغۃ اللہ بن مبارک بن موسیٰ السقطی۔ و ابوالغز محمد ابن مختار ہاشمی۔ اور ابوالنصر محمد و ابوالغالب احمد و ابوعبداللہ یحیی۔ ابناد امام ابی علی حسن بن بنا۔ و ابوالحسین مبارک بن عبدالجبار صیرفی معروف بابن طیوری۔ و ابومنصور عبدالرحمان بن ابی غالب قرانہ۔ و ابوالبرکات طلحہ بن احمد عاقولی وغیرہم۔ یہ سب ا

حضرت شیخ صاحب کے استاد حدیث کے تھے۔ استاد علم و ادب ابوزکریا یحیٰی بن علی تبریزی مشایخ صحبت ابوالخیر حماد بن مسلم دباس ان سے علم طریقت کا اور علم ادب لیا۔ اور خرقہ شریفہ قاضی ابی سعید مبارک مخزومی سے لیا۔ آپ کی تعریف میں علماء نے یہ القاب لکھے ہیں۔ ذوالبیانین والللسانین یعنی عربی فارسی میں وعظ فرمانے والے اور کریم الجدین والطرفین یعنی حسنی حسینی اور صاحب البراہین والسلطانین یعنی شریعت و طریقت والے اور امام الفریقین اور ذی السراجین والمنہاجین۔ اور تلامذہ آپ کے مشایخ جم غفیر ہیں جنکی تفصیل طویل ہے۔ اور اسامی مفصل اُن کے بہجت الاسرار میں ہیں۔

حکایت:۔ اکثر مشایخ نے بیان کیا کہ حضرت شیخ کے حضور میں عرض کیا گیا کہ فلاں مرید آپ کا کہتا ہے کہ میں خدا تعالیٰ کو بچشم سر دیکھتا ہوں۔ حضرت نے اس کو بلوایا اور دریافت فرمایا کہ تو ایسا کہتا ہے۔ اس نے عرض کیا ہاں یہ سچ ہے۔ حضرت نے اس کو جھڑکی فرمائی۔ اور اس بات سے منع فرمایا اور اس سے عہد کیا کہ پھر ایسا نہ کہے گا پھر کسی نے عرض کیا کہ یہ شخص سچا تھا یا جھوٹا فرمایا کہ وہ سچا ہے اشتباہ میں پڑا ہوا ہے اس کے دل کی آنکھ نے نور جمال دیکھا اور چشم سر کی طرف ایک سوراخ کھل گیا تو اس کی چشم نے بچشم دل نور شہود کو متصل شعاع دیکھا۔ پس گمان کیا کہ چشم سر اس نور کو دیکھ رہی ہے۔ جس کو چشم دل دیکھتی ہے۔ اور اس کی بصر نے بصیرت کے ساتھ دیکھا ہے فقط اور یہ نہیں جانتا قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَزَّ وَجَلَّ۔ مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ یَلْتَقِیَانِ بَیْنَھُمَا بَرْزَخٌ لَّا یَبْغِیَانِ

یعنی اللہ تعالیٰ نے دو دریا چھوڑ دیے۔ اس حال میں کہ ملتے ہیں۔ درمیان ان کے پردہ ہے اس سے نہیں گذرتے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنی مشیت کے ساتھ اپنے الطاف کے ہاتھوں پر انوار جلال و جمال کے قلوب عباد کی طرف بھیجتا ہے۔ سو یہ قلوب ان انوار سے وہ لذت پاتے ہیں جیسے مصور صورتوں سے اور اس میں کچھ ضرر نہیں اور اس سے پرے پردے کبریا ہے جس کا چاک ہونا ناممکن ہے۔ اور ہر راستہ کسی کو نہیں ہے۔ یہ بات مشایخ علماء حاضرین سن کر آپ کے حسن فصاحت سے مدہوش ہو گئے اور کوئی جامہ چاک کر کے جنگل کی طرف عریاں چلا گیا۔

حکایت ۔ ابونصر موسیٰ بن حضرت شیخ فرماتے کہ میں نے والد ماجد حضرت شیخ رضی اللہ عنہ سے سنا فرماتے تھے کہ ایک دفعہ میں اپنی سیاحت کے دنوں میں جنگل کی طرف گیا کئی دن ہو گئے کہ پانی نہ ملا پیاس سخت لگی۔ ایک ٹکڑا بادل کا آیا مجھ پر سایہ کیا اور اس سے کچھ طراوت کے مشابہ برسا میں اس سے سیراب ہو گیا۔ پھر ایک نور دیکھا جس سے کنارے آسمان کے روشن ہو گئے۔ اور ایک صورت نمودار ہوئی اور اُس سے آواز آئی یَا عَبْدَ الْقَادِر انا ربک نقد حَلَّلْتُ لکَ المحرمات یعنی اے عبد القادر میں تیرا رب ہوں اور تیری خاطر محرمات کو حلال کر دیا میں بولا۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ دور ہو اے لعین۔ پس یکایک کیا دیکھتا ہوں کہ وہ نور اندھیرا ہو گیا۔ اور وہ صورت دخان بن گئی۔ پھر مجھ سے خطاب کیا اور کہا کہ اے عبد القادر تم نے اپنے علم کے سبب مجھ سے نجات پائی بحکم رب اور بہ سبب فقاہت تیرے کے اپنے مقامات میں اور میں نے اس صورت کے ساتھ ستر اہل طریق کو گمراہ کیا ہے۔ پس میں نے کہا فضل اور منت میرے رب کے واسطے ہے کسی نے عرض کیا کہ آپ نے کیسا جانا کہ یہ شیطان ہے۔ فرمایا اس کے قول سے جب بولا کہ تیری خاطر محرمات میں نے حلال کر دیے۔

(فائدہ) حضرت سے سوال کیا گیا کہ موارد الٰہیہ و طوارق شیطانیہ میں کیا فرق ہے فرمایا مورد الٰہی طلب سے نہیں آتا اور نہ کسی سبب سے جاتا ہے اور ایک طریقہ پر نہیں آتا۔ اور نہ وقت خاص میں آتا ہے اور توارد شیطانی برخلاف اس کے ہوتا ہے۔ سوال محبت کیا ہے۔ فرمایا تشویش از طرف محبوب دل میں پڑتی ہے تو دنیا اس کو ایسی معلوم ہوتی ہے جیسا حلقہ خاتم یا مجمع ماتم۔ اور حب مستی ہے جس کے ساتھ افاقہ نہیں اور ذکر ہے کہ مٹتا نہیں۔ اور قلق ہے جس کو سکون نہیں۔ اور سراً و علانیۃً خالص محبوب کا ہو جانا اور اضطرار و اختیار ترک کر دینا بارادت طبیعت نہ تکلف۔ اور محبت نام ہے عمی کا از غیر برائے غیرت محبوب۔ اور عمی از محبوب از ہیبت محبوب محب لوگ مست ہیں جن کو سوائے مشاہدہ محبوب کے ہوش نہیں آتا۔ اور مریض ہیں کہ سوائے ملاحظہ مطلوب کے شفا نہیں پاتے۔ اور متحیر ہیں کہ سوائے مولیٰ کے کسی کے ساتھ اُنس نہیں

پکڑتے اور بغیر ذکر مولے کے نہیں بولتے۔ اس کے بلانے والے کے بغیر جواب نہیں دیتے۔

سوال از توحید۔ فرمایا وہ ایک اشارہ ہے از صاببر بسوئے اخفاء سر پر بت وقت ورود حضور کے۔ اور مجاوزت قلب کی ہے منتہی مقامات افکار سے اور ارتفاع اس کا اعلیٰ درجات وصال پر ہو کر بہ منازل اسرار تعظیم جانا بسوئے تقرب بر قدم تجرید۔ و بسوئے تدانی بسعی تفرید۔ مع فناء الکونین۔ وتعطل الملکین و خلع النعلین اور حاصل کرنا نورین کا اور فناء عالمین کا لمعان انوار بہ وقت کشف سے بغیر عزمیت سابقہ کے۔

سوال از تفرید۔ فرمایا وہ اشارات ہے از مفرد بسوئے فرد جب کہ کونین سے تنہا ہو جاوے۔ اور ملکین سے جدا۔ اور وصف وجود ذات سے عریان ہو کر منتظر واردات الٰہیہ کا ہووے کہ اس کے سر پر کیا نازل ہوتا ہے۔

سوال از تجرید فرمایا مجرد کرنا سر کا از مدبر بہ ثبات سکون از طلب محبوب اور عریان ہو جانا لباس طمانیت سے بہ مفارقت محبوب اور رجوع از خلق بسوئے حق بہمہ وجوہ۔

سوال از معرفت۔ فرمایا اطلاع بر معانی معانی مخفیات مکنونات دبر شواہد حق در جمیع موجودات۔ اس طور پر کہ ہر شے سے معانی وحدانیت کے لامع ہوں اور فناء ہر فانی میں علم حقیقت کا معلوم ہو۔ بایں ہمہ چشم دل کی نگاہ بسوئے حق ہو۔

سوال از حقیقت انا الحق کہ حسین بن منصور حلاج نے کہا ہے اور نیز از مطلب سبحانی ما اعظم شانی کہ ابو یزید بسطامی نے فرمایا ہے کہ میں اپنا نظیر نہیں دیکھتا کہ جس کے سامنے یہ راز فاش کروں اور نہ کوئی امین ہے کہ جس کی خاطر یہ راز فاش کروں۔

سوال از ہمت۔ فرمایا کہ نفس انسان کا از حب دنیا و زرح اس کا از تعلق عقبیٰ و دل اس کا از ارادت خالی ہو جاوے۔ اور بجائے اس کے ارادت مولیٰ

آجاوے اور سر اس کا انہ تعلق کون جدا ہو جاوے۔ اگرچہ ایک لمحہ ہی ہو۔

سوال فرمایا کہ حقیقت وہ ہے کہ جہاں ضد اس کا منافی نہیں۔ اور نہ کوئی اس کا منافی ہے۔ کل اضداد وہاں باقی ہیں۔ اور اس کے مقابل جملہ منافی باطل ہیں۔

سوال ازاعلے درجات ذکر۔ فرمایا دل میں اشارات حق کا اثر معلوم کرنا بشرط لقائے عنایت سابقہ اس میں نسیان وغفلت کچھ نقصان نہیں کرتی اس وقت خاموشی ودم لینا اور چلنا سب اذکار ہیں۔ یہی ذکر کثیر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے اور احسن الذکر وہ ہے کہ جس کو واردات ملک جبار کے جوش میں لادیں۔ اور محل اسرار میں پوشیدہ ہو جاوے۔

سوال از شوق۔ فرمایا احسن الاشواق وہ ہے کہ از مشاہدہ ہو لقاے سے فتور نہیں پاتا۔ اور رویت پر سکون نہیں ہوتا۔ اور انس سے زائل نہیں ہوتا۔ بلکہ جس قدر لقا زیادہ ہو یہ بھی زیادہ ہوتا ہے اور یہ شوق صحیح تب ہی ہوتا ہے کہ جب اپنے علوم سے مجرد ہو جاوے۔ اور موافقت روح ومتابعت ہمت وحظ نفس علتیں ہیں شوق ان اسباب سے مجرد ہوتا ہے۔

سوال از توکل۔ فرمایا اشتغال بحق تعالیٰ اور غیر کو بھول کر از ماسوائے غنی ہو جانا غنی کی حشمت کا دور ہونا۔ اور چشم معرفت غیر مقدورات کو ملاحظہ کرے۔ وخروج از حول وقوت خود بسکون برب الارباب۔

سوال از انابت۔ جواب انابت طلب مجاوزت از مقامات اور حذر کرنا از وقوف بر درجات وترقی کرنی براعلی مکنونات اعتماد ہمت برصد مجالس حضرت پھر رجوع از کل بسوئے حق۔ ایضاً رجوع از حق بسوے حق حذراً (ہوشیاری سے) اور از غیر حق بسوئے حق رغباً واز جملہ تعلقات رہیاً۔

سوال از فرق مابین انا حسین کے اور انا ابلیس کے کہ قایل اول اسی سبب کہنے سے قریب ہوا۔ اور قائل ثانی مردود ہوا۔ اس کا باعث کیا ہے۔ جواب علاج نے انا سے اپنے فناء کا قصد کیا کہ وہ باقی رہے۔ اس کو مجلس وصال میں پہنچایا گیا

اور خلعت بقا اس کو عطا ہوا۔ اور ابلیس نے قصد اپنے بقا کا کیا۔ اس کی ولدیت سلب ہو ئی۔ اور درجہ پست ہوا اور لعنت بلند۔

سوال از توبہ۔ جواب توبہ حق کی یہ ہے کہ رجوع حق تعالیٰ کا بسوئے عنایت سابقہ قدیمہ اپنی کے جو نسبت بندہ کی تھی۔ جب یہ نظر ہوتی ہے تو دل بندہ کا ہر ہمت فاسدہ سے منحرف ہو کر منجذب بسوئے حق ہو جاتا ہے۔ روح و عقل تابع و موافق اس کے ہو جاتے ہیں۔ اور توبہ صحیح ہو جاتی ہے۔

سوال از اخلاص۔ جواب حقیقت اخلاص کی ارتفاع ہمت از طلب عوض۔

سوال از دنیا۔ جواب دنیا کو دل سے طرف ہاتھ کے نکال سو تجھ کو ایذا نہ دے گی۔

سوال از تصوف۔ فرمایا صوفی وہ ہے کہ اپنے مطلوب کو مراد حق جانے اور دنیا کو پس پشت ڈال دیں۔ دنیا اس کی خدمت کرے اور اس کو دنیا میں قبل از آخرت مطلوب حاصل ہو۔ یہی اس پر رب کا سلام ہے۔

سوال از فرق مابین تعزز و تکبر۔ جواب تعزز وہ ہے کہ اللہ کے واسطے اور راہ خدا میں ہو۔ اس کا فائدہ رام کرنا نفس کا ہے۔ اور ارتفاع ہمت بسوئے اللہ تعالیٰ۔ اور تکبر وہ ہے کہ نفس کے واسطے اور ہوائے نفسانی کے راہ میں ہو فائدہ اس کا ہیجان طبع کا۔ کبر طبعی کبر مکتسب سے اسہل ہے۔

سوال از شکر۔ جواب شکر اس نعمت منعم کا نام ہے کہ بدرجہ خضوع و مشاہدہ منت و حفظ حرمت براہ معرفت و عجز بر شکر ہو۔ اور شکر زبان کا اقرار و نعمت با وصف عاجزی ہے۔ اور شکر عمل ارکان خدمت گذاری با وقار ہے شکر قلبی قیام و آرام ہے کہ بر بساط شہود با مداومت حفظ حرمت ہو۔ شاکر وہ ہے کہ موجودہ پر شکر گذار ہو اور شکور وہ ہے کہ مفقود پر شکر گذار ہو۔ حامد وہ ہے کہ منع کو عطا دیکھے۔ اور ضرر کو نفع سمجھے۔ اور دونوں وصف اس کے نزدیک برابر ہوں۔

سوال از درجہ تقدم ذکر عباد بر ذکر حق تعالیٰ در قول عزوجل فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ

وازباعث تقدم محبت حق تعالیٰ بر محبت عباد۔ در قول عز وجل یُحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَهٗ جواب ذکر مقام طلب وکسب کا ہے۔ اور طلب مقدمہ عطا کا ہے۔ لہٰذا ذکر عباد مقدم فرمایا۔ اور محبت تحفہ الٰہیہ ہے محض قدرت سے۔ بندہ کا اس میں کچھ دخل نہیں۔ اور اس کا وجود بندہ میں صحیح نہیں ہوتا جب تک کہ جانب غیب سے بردست مشیت ظاہر نہ ہو گے عبد ساقط الکسب ہے مفقود السبب لہٰذا محبت حق تعالیٰ کے ہماری محبت پر مقدم ہوئی۔

سوال از صبر۔ جواب وقوف مع البلاء واثبات مع اللہ تعالیٰ اور قبول کرنا احکام باری تعالیٰ کو بخوشی اور کشادہ دل رہنا بہ احکام کتاب اللہ وسنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبر اللہ امتثال امر وانتہا بہ نہی کا نام ہے۔ اور صبر مع اللہ یہ ہے کہ سکون باوقار زیر حکم قضاء واظہار محتاج ورفقر ہو۔ اور صبر علی اللہ یہ ہے کہ میلان بسوئے وعدہ خدا کے ہو۔ دنیا سے آخرت کی طرف جانا مومن پر سہل ہے۔ اور خلقت کو چھوڑ کر خدا کی طرف جانا شدید ہے۔ اور نفس سے اللہ کی طرف جانا اشد ہے۔ اور صبر مع اللہ تعالیٰ اشد ہے فقیر صابر غنی شاکر سے افضل ہے۔ فقیر شاکر دونوں سے افضل ہے فقیر صابر وشاکر سب سے افضل ہے۔ بلاء جس کو پہچانتی ہے اسی کو طلب کرتی ہے۔

سوال از حسن خلق۔ جواب جفائے خلق بعد مطالعہ حق بندہ میں اثر نہ کرے۔ اپنے نفس کو اور اس کی خصلت کو اچھی طرح سخت جاننا۔ اور خلقت کو بلحاظ ایمان وحکمت جہان میں ودلیعت ہی بڑا جاننا۔ افضل مناقب عبد ہے اور اس کے ساتھ مردوں کے جوہر ظاہر ہوتے ہیں۔

سوال از صدق۔ جواب صدق در قول موافقت ضمیر مع القول کا نام ہے۔ اور صدق در اعمال کی اس طرح پر کہ حق تعالیٰ دیکھتا ہے اور بندہ خود نہ دیکھے۔ اور صدق در احوال یہ کہ خاطر حق کو قائم کرکے سلوک کرے کہ مطالعہ رقیب ومنازعت نفیہ اس کی صفائی کو مکدر نہ کرے۔

سوال از فنا۔ جواب یہ کہ اللہ تعالیٰ سر دلی کو بادنے تجلی دیکھے کہ خیال کل عالم کا اُس سے دور ہوجائے۔

سوال از بقاء۔ جواب بقاء بلا لقاء نہیں ہوتا۔ اور لقاء مثل لمحہ بصر کے یا اقرب اُس سے ہوتا ہے اور علامت اہل بقاء کی یہ ہے کہ اُس وصف میں اس کے ساتھ کوئی شے فانی نہ ہوے۔

سوال از دفا۔ جواب رعایت حقوق اللہ تعالیٰ کی حرمات میں کہ سر و نظر کے ساتھ اون کو مطالعہ نہ کرے و محافظت حدود اللہ قولاً فعلاً و مسارعت لبوئے رضاء اللہ بکلا سراً و جہراً۔

سوال از رضاء۔ جواب ازالہ التردد و اتفاق مع سابقہ ازلی و نزد دل قضاء کی طرف دل نہ پھیرنا یعنی دل موافق قضاء کے رہے۔

سوال از ارادات۔ جواب تکرار فکر در دل بمادہ حرص اس چیز کے جس کا ذکر آیا ہو۔

سوال از عنایت۔ جواب عنایت ازلیہ صفت اللہ کی ہے وہ کسی کے لیے ظاہر نہیں کی گئی۔ وہاں تک رسائی بوسیلہ نہیں ہوتی۔ اور کسی طرح اوس میں تغیر و تبدل نہیں ہوتا۔ وہ سر ہے اللہ تعالیٰ کا اُسی کے ساتھ ہے کوئی اُس پر مطلع نہیں ہوتا۔ عنایت سابقہ کیواسطے جسے چاہا لائق کردیا۔ اور عنایت پر اہلیت و معرفت رکھی ہے۔ پھر رویت اختیار خلقت کو دیا عطاء پر رویت اختیار رکھی۔ پھر رویت عطاء پر توفیق رکھی۔ پھر رویت کو توفیق پر قبول رکھا۔ پھر رویت قبول پر ثواب رکھا۔ اور علامت اوس کی کہ جس پر عنایت ازلی ہے امر سلب و حبس و قید ہے۔ یعنی ہر حرکت و کام سے روک کر اختیار لے لینا پھر دربار قدسی میں محبوس کر کے بزنجیر حرمت مقید کردینا۔ سو وہ اللہ ہی کے پاس مقید رہتا ہے۔

سوال از وجد۔ جواب مشغول ہونا روح کا ساتھ حلاوت ذکر کے۔ اور مشغول ہونا نفس کا ساتھ خوشی کے۔ اور باقی رہنا سر کا فارغ از ماسوی۔ ہونا حب کا ساتھ حق کے خالی از رقیب۔

جواب دیگر۔ وجد شراب ہے کہ مولی اپنے ولی کو منبر کرامت پر پلاتا ہے تو اس کا

دل بہ پرہے انس طیران کرکے ریاض قدس میں پہنچتا ہے۔ پھر ہیبت کے دریاؤں میں گرکر بیہوش ہوجاتا ہے۔

(فائدہ) خوف چند اقسام ہے۔ خوف برائے گنہگاراں۔ رہبت عبادکو۔ خشیت علماء کو وجد محبوں کو ہیبت عارفوں کو۔ گنہگاروں کو خوف عذاب سے ہے۔ اور عباد کو فوات ثواب عبادات سے۔

اور علماء کو شرک خفی سے در طاعات اور محبوں کو فوات لقاء سے اور عارفوں کو ہیبت و تعظیم سے۔ یہ سخت خوف ہے کبھی دور نہیں ہوتا۔ یہ سب اقسام خوف کے سکون پذیر ہوتے ہیں۔ جب رحمت و لطف کے ساتھ بندہ کو قریب کر دے۔

سوال از رجاء۔ جواب رجاء اولیاء اللہ حسن ظن مع اللہ کا نام ہے۔ اور حسن ظن مع اللہ معرفت بجمیع صفاتہ کا نام ہے جو بندہ پر اللہ سے فائض ہوتے ہیں اور نیز حسن ظن تعلیق ہمت بر سابقہ نظر عنایت کا نام ہے۔ نیز نظر قلب بسوی رب بلا طمع فواد و بلا تمنای نفس در روح ہے۔ رجائے عوام تب ہوتی ہے کہ جب اکثر اسباب تیار ہوجائیں۔ اور جب اکثر اسباب جمع نہ ہوں تو طمع ہی در ضمن رجاء۔ اور رجاء بلا خوف امن ہوتا ہے۔ اور خوف بلا رجاء قنوط ہے یعنی (مایوسی)

سوال از علم الیقین۔ جواب جمع کرنا خبر اور معرفت کو دلیل سے۔

سوال از موافقت۔ جواب دل قضائے الٰہی کے ساتھ موافقت کرے بلا عجز بشریت کے۔

سوال از دعاء۔ جواب دعا تین درجہ پر ہے ایک تصریح دوم تعریض سوم اشارات۔ تصریح قول موسیٰ علیہ السلام رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْکَ تعریض قول نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا لَا تَکِلْنَا اِلٰی اَنْفُسِنَا طَرْفَۃَ عَیْنٍ اور اشارات قول ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی اشارات کرتے ہیں طرف رؤیت کی۔

سوال از حیاء۔ جواب کہ حیا یہ ہے کہ بندہ اللہ کہے اور حق اللہ کا ادا نہ کرے۔ اور اللہ کی طرف ساتھ عمل نالائق شان الہٰی کے متوجہ ہووے۔ اور اللہ تعالیٰ سے ایسی چیز کی تمنا کرے جس کا اپنے آپ کو مستحق نہیں جانتا۔ اور معاصی کو حیاء ترک کرے نہ خوفاً اور طاعت کے ادا کرنے میں اپنے آپ کو تقصیر وار جانے۔ اور حق تعالیٰ کو اپنے دل پر مطلع جانتے اور حیا کرے۔ اور گاہے گاہے حیا اس سے پیدا ہوتا ہے کہ جب حجاب دل و ہیبت کا نہ رہے۔

سوال از مشاہدہ۔ جواب کونین سے اندھا ہو جانا۔ از چشم دل اور مطالعہ کرنا بچشم معرفت بغیر توہم استدراک و طمع و تصور و تکیف و بغیر طلب ادراک۔ اور نیز یہ کہ اطلاع قلب کی بصفاء یقین اس غیب پر جس کی اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے۔

سوال از قرب۔ جواب طے مسافات بلطف مداناۃ۔

سوال از سکر۔ جواب جوش دل بر وقت معارضہ کرتے ذکر محبوب کے۔ اور خوف اضطراب قلب از سطوات محبوب۔ اور یقین نام ہے تحقیق کرتے کا اسرار کو ساتھ احکام معنیات کے اور وصل اتصال محبوب اور انقطاع از ماسوٰی کا نام ہے۔ اور انبساط دور کرنا احتشام کا بر وقت سوال۔

اور غیبت در ذکر یہ ہے کہ بندہ بر وقت اپنے نفس کو دیکھے اور حق سے غائب ہووے۔ اور غیبت حرام ہے۔ اور ترک احترام بر وقت مشاہدہ حرام ہے۔ اور غیبوبیت محبت کے ساتھ غیر مقصود ہے۔

پس جب ارادت قوی ہو۔ اور ذکر اس کے ساتھ متصل ہو جائے۔ اور مراد کی طلب شدید ہو جاوے۔ تو محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور جب مراد قلب پر مستولی و متسلط ہو جائے اور ارادت غیر محبوب کا ساقط ہو جائے تو اس حالت کا نام محبت خالص ہے۔

پس جب بندہ حق کا ذکر کرے تو وہ محب ہے۔ اور جب حق بندہ کو یاد کرے۔

اور بندہ سے تو بندہ محجوب ہے۔ اور خلق حجاب ہے نفس سے اور نفس حجاب ہے حق سے بندہ جب تک خلق کو دیکھتا ہے تو نفس نظر نہیں آتا۔ اور جب تک نفس کو دیکھتا ہے تو رب نظر نہیں آتا۔ اور فقر موت ہے۔ لوگ چاہتے ہیں کہ اس میں جیتے رہیں۔ اور قال کی پیروی عام لوگ کرتے ہیں۔ اور حال کی خاص جب حق تعالیٰ بندہ کے ساتھ انبساط کرتا ہے تو بندہ منبسط ہو جاتا ہے۔ اور رخصت عزیمت ہو جاتی ہے۔ اور عزیمت میں رہبری ہے۔ اور رخصت ناقص الایمان کے واسطے ہے۔ عزیمت کامل الایمان کے واسطے۔

حکایت۔ حضرت شیخ قدس سرہ کے پیش قاری نے پڑھا لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ یعنی آج کس کے لیے ملک ہے تو حضرت ایستادہ ہو کر اشارہ فرما کر فرماتے رہے مَنْ يَقُولُ الْمُلْكُ لِي یعنی کون کہتا ہے کہ ملک میرا ہے اور سب لوگ حضرت کی متابعت میں ایستادہ تھے۔ جب حضرت نے یہ لفظ بار بار فرمایا تو شیخ احمد داوان جو بڑا صالح تھا بولا کہ میں کہتا ہوں اَلْمُلْكُ لِي یعنی ملک میرا ہے۔ کیونکہ وہ اللہ میرا ہے اور میرے جیسا اس کا کوئی نہیں۔ پس حضرت نے اس کو سخت جھڑکا اور فرمایا احمق کب تو اس کا ہوا تھا کہ وہ تیرا ہوتا تو نے کب دیکھا ہے۔ بلاؤ کو کہ تیری حمی کے پاس آئی ہو۔ اور تو نے اس کی خاطر سر نیچے ڈال دیا ہو۔ سو تو دور ہو جا۔ پس شیخ احمد جامہ چاک کر کے بیابان کو چلا گیا اور حضرت شیخ رضؓ نے جو رتبہ قطبیت کا پایا سب کچھ بواسطہ اپنی جد امجد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بوجہ اتم واکمل حاصل کیا۔

حضرت شیخ قدس سرہ کے مناقب میں بڑے بڑے علماء و اولیاء و کتابیں لکھ گئے ہیں اُس کی تفصیل کی رسالہ میں گنجائش نہیں منجملہ ان کے امام یافعی اور مجد الدین صاحب قاموس اور علامہ قسطلانی اور موسیٰ بونیتی ہیں اور تیس اولیاء اللہ جن کے مناقب اور القاب کتاب بہجت الاسرار میں درج ہیں۔ سب مداح حضرت شیخ کے ہیں منجملہ ان کے شیخ قضیب البان موصلی ہے جو اکثر حضرت کی خدمت میں حاضر

ہوا کرتا تھا۔ اور مابین حضرت شیخ و شیخ عدی بن مسافر کے خط و پیغام لاتا تھا وہ کہتے ہیں کہ حضرت شیخ رضی اللہ عنہ رہبر رکبان محبین کے ہیں اور قدوۃ السالکین و امام الصدیقین و حجۃ العارفین و صدر المقربین ہیں۔ غرض جو کچھ بزرگوں نے فرمایا ہے۔ اپنے اعتقاد کو ظاہر کیا ہے لیکن اصل حقیقت حضرت شیخ کو معلوم تھی اور جو کیفیت اپنی ذات مبارک پر وارد تھی۔ دوسرے کو معلوم نہیں سو بیان اس حقیقت کا جو حضرت نے فرمایا وہی بجا اور صحیح ہے اور حضرت کے قصاید عربی میں بہت ہیں جن سے فضیلت کل اقطاب اور اغواث پر ثابت ہے قصیدہ اور یہ آپ کا مشہور ہے اس کے مطالعہ کرنے سے صاف واضح ہوتا ہے کہ آپ کی فضیلت سب سے زیادہ ہے باستثنائے اصحاب کبار و آئمہ آل اطہار۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مَا فِی الصَّبَابَۃِ مَنۡہَلٌ مُسۡتَعۡذَبٌ — اِلَّا وَلِیۡ فِیۡہِ الۡاَلَذُّ الۡاَطۡیَبُ

نہیں عشق میں کوئی چشمہ شیریں! — مگر میرے لیے اس میں لذیذ شیریں ہے

اَوۡ فِی الۡوِصَالِ مَکَانَۃٌ مَخۡصُوۡصَۃٌ — اِلَّا وَ مَنۡزِلَتِیۡ اَعَزُّ وَ اَقۡرَبُ

یا وصل میں کوئی مرتبہ خاص نہیں — مگر میرا مرتبہ بہت عزت والا و قرب والا ہے

وَہَبَتۡ لِیَ الۡاَیَّامُ رَوۡنَقَ صَفۡوِہَا — فَحَلَتۡ مَنَاہِلُہَا وَطَابَ الۡمَشۡرَبُ

بخشی ہے مجھ کو دنوں نے رونق اپنی صفائی کی — سو شیریں ہو گئی چشمے ان کے اور پاک ہو گیا گھاٹ

وَغَدَوۡتُ مَخۡطُوۡبًا لِکُلِّ کَرِیۡمَۃٍ — لَا یَہۡتَدِیۡ فِیۡہَا اللَّبِیۡبُ فَیَخۡطُبُ

اور ہو گیا میں مطلوب ہر ایک بزرگی کا — جس بزرگی کی طرف دانا راہ نہیں پاتا کہ اسکو طلب کرے

اَنَا مِنۡ رِجَالٍ لَا یَخَافُ جَلِیۡسُہُمۡ — رَیۡبَ الزَّمَانِ وَلَا یَرٰی مَا یُرۡہَبُ

میں ان مردوں سے ہوں کہ انکا ہمنشیں نہیں ڈرتا — گردش زمانہ سے اور نہیں دیکھتا اس چیز کو جس سے ڈرے

قَوۡمٌ لَہُمۡ فِیۡ کُلِّ مَجۡدٍ رُتۡبَۃٌ — عُلۡوِیَّۃٌ وَبِکُلِّ جَیۡشٍ مَوۡکِبُ

وہ قوم ہیں ان کے واسطے ہر بزرگی میں رتبہ ہے — بلند اور ہر لشکر میں خاص سواری ہے (جسکو سردار دل کی فوج کہتے ہیں)

اَنَا بُلۡبُلُ الۡاَفۡرَاحِ اَمۡلَاُ دَوۡحَہَا — طَرَبًا وَفِی الۡعَلۡیَاءِ بَازٌ اَشۡہَبُ

میں بلبل خوشیوں کا ہوں بھرتا ہوں ان کے — درختوں کو دانائی سے اور بلندی میں باز سپید ہوں

اَضْحَتْ جُیُوْشُ الْحُبِّ تَحْتَ مَشِیْئَتِیْ
ہو گئے سب لشکر عشق کے مرے ارادہ کے تحت میں، جب
طَوْعًا وَ مَهْمَا رُمْتُهٗ لَا یَعْزُبُ
اور جب اس کا قصد کرتا ہوں تو وہ غائب نہیں ہوتا

اَصْبَحْتُ لَا اَمَلًا وَ لَا اُمْنِیَةً
ہو گیا میں کہ نہ کوئی امید ہے اور نہ آرزو رہے
اَرْجُوْا وَ لَا مَوْعُوْدَةً اَتَرَقَّبُ
کہ جس کی مجھے انتظار ہو اور نہ وعدہ ہے جس کا میں منتظر رہوں

مَا زِلْتُ اَرْتَعُ فِیْ مَیَادِیْنِ الرِّضٰی
ہمیشہ میں پھرتا رہا چرتا رہا رضا کے میدانوں میں
حَتّٰی بَلَغْتُ مَکَانَةً لَا تُوْهَبُ
یہاں تک کہ میں پہنچا ایسے مرتبہ میں کہ نہیں بخشا جاتا

اَضْحَی الزَّمَانُ کَحُلَّةٍ مَرْقُوْمَةٍ
ہو گیا زمانہ مثل دو دھری چادر منقش کے،
تَزْهُوْا وَ نَحْنُ لَهٗ الطِّرَازُ الْمُذْهَبُ
چمک رہی ہے اور ہم اس کا نقش ہیں سنہری

اَفَلَتْ شُمُوْسُ الْاَوَّلِیْنَ وَ شَمْسُنَا
غروب ہو گئے آفتاب پہلے لوگوں کے اور ہمارا آفتاب
اَبَدًا عَلٰی فَلَکِ الْعُلٰی لَا تَغْرُبُ
ہمیشہ آسمان بلندی پر ہے غروب نہیں کرے گا

قد تمت

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل بیت قطب ابدی ہیں اور اب بھی متصرف باذن اللہ تعالیٰ آپ اور معنی باز اشہب کے نزدیک صوفیہ کرام کے یہ ہیں کہ ولی اپنے احوال میں متمکن ہو اور طوارق و واردات الٰہیہ درجات سے اس کو جنبش نہ دیں بظاہر با خلق ہو اور بسرائرہ با حق، صورت اس کی روشن ہو اور ہمت اس کی بلند اور وہ مددگار خائفین کا ہو اور حافظ عارفین کا۔

کتاب فتح المومنین میں مذکور ہے جو حضرت شیخ کے مناقب میں ہے لکھا ہے کہ حضرت شیخ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ام المومنین حضرت عائشہ کے گود میں ہوں اور ثدی یمین یعنی داہنیں پستان سے دودھ چوسا پھر بائیں سے پیا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اندر آئے اور فرمایا اے عائشہ یہ ہمارا ولد ہے بالتحقیق اور اول جس نے حضرت کو باز اشہب کا لقب دیا ہے شیخ عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

دوسرا قصیدہ

طُفْ بِخَانِیْ سَبْعًا وَلُذْ بِذِمَامِیْ
طواف کر میری گھر کا سات بار اور پناہ لے میرے عہد کی

وَتَجَرَّدْ لِزَوْرَتِیْ کُلَّ عَامٍ
اور الگ ہو گھر بار سے واسطے زیارت میری کے ہر سال

اَنَا سِرُّ الْاَسْرَارِ مِنْ سِرِّ سِرِّیْ
میں راز ونکا راز ہوں راز در راز اپنے سے

کَعْبَتِیْ رَاحَتِیْ وَبَسْطِیْ مُدَامِیْ[1]
مرا کعبہ مرا صحن ہے اور انبساط مرا شراب ہے

اَنَا نَشْرُ[2] الْعُلُوْمِ وَالدَّرْسُ شُغْلِیْ
میں زندگی سارے علموں کا ہوں اور درس میرا شغل ہے

اَنَا شَیْخُ الْوَرٰی وَکُلٌّ اِمَامِیْ
میں پیشوا کل خلقت کا ہوں اور کل اماموں کا

اَنَا فِیْ مَجْلِسِیْ تَرَی الْعَرْشَ حَقًّا
میں اپنی مجلس ہوں میں بحالیکہ تو دیکھے عرش کو محقق

وَجَمِیْعُ الْاَمْلَاکِ فِیْهِ قِیَامٌ
اور سارے فرشتوں کو اس میں ایستادہ

قَالَتِ الْاَوْلِیَاءُ جَمِیْعًا بِعَزْمٍ
کہا سارے ولیوں نے پختہ عزم سے

اَنْتَ قُطْبٌ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَنَامِ
کہ آپ قطب ہو ساری خلقت پر

قُلْتُ کُفُّوْا ثُمَّ اسْمَعُوْا نَصَّ قَوْلِیْ
میں نے کہا ٹھہرو پھر سنو صریح بات میری

اِنَّمَا الْقُطْبُ خَادِمِیْ وَغُلَامِیْ
قطب میرا خادم و غلام ہی ہے ،

کُلُّ قُطْبٍ یَطُوْفُ بِالْبَیْتِ سَبْعًا
ہر قطب طواف کرتا ہے بیت اللہ کا سات دفعہ

وَاَنَا الْبَیْتُ طَائِفٌ بِخِیَامِیْ
اور میں بیت اللہ ہوں طواف کرتا ہوں اپنے خیموں کا

کَشْفُ الْحُجُبِ وَالسُّتُوْرِ لِعَیْنِیْ
کھلنا پردوں کا واسطے آنکھ میری کے ہے

وَدَعَانِی لِحَضْرَتِیْ وَمُقَامِیْ
اور مجھکو بلایا ہے واسطے حضور میرے کے و مقام میرے کے

فَاخْتَرَقْتُ السُّتُوْرَ جَمْعًا لِحُبِّیْ
پس پھٹ گئے سارے پردے میری محبت کیلیے

عِنْدَ عَرْشِ الْاِلٰهِ کَانَ مُقَامِیْ
نزدیک عرش خدا تعالی کے تھا مقام میرا

وَکَسَانِیْ بِتَاجِ تَشْرِیْفِ عِزٍّ
اور پہنایا مجھکو تاج تشریف عزت کا

وَطِرَازٍ وَخِلْعَةٍ بِاخْتِتَامٍ
اور طراز و خلعت ختم ولایت کا ،

---

[1] زمین ہموار و ناہموار جس میں سب طرح کے گھانس ہو۔۱۲

[2] النشر الحیاۃ ۱۲۔

فَرَسُ الْعِزِّ تَحْتَ سَرْجِ جَوَادِیْ — وَرِکَابِیْ عَالٍ وَغِمْدِیْ مُحَامِیْ

گھوڑا عزت کا تلے زین کے اصیل گھوڑے کے ہے — اور رکاب مری بلند ہے اور میان میرا حمایت کرنیوالا

وَاِذَا مَا جَذَبْتُ قَوْسَ مَرَامِیْ — کَانَ نَارُ الْجَحِیْمِ مِنْهَا سِهَامِیْ

اور جب میں کھینچتا ہوں کمان اپنے مطلب کی — ہوتی ہے آتش دوزخ کی اس سے تیر مری

سَائِرُ الْاَرْضِ کُلِّهَا تَحْتَ حُکْمِیْ — وَهِیَ فِیْ قَبْضَتِیْ کَفَرْخِ الْحَمَامِ

ساری زمیں مرے حکم کے تلے ہے۔ — اور وہ میرے قبضہ میں ہے مثل بچہ کبوتر کے۔

مَطْلِعُ الشَّمْسِ ثُمَّ اَقْصَی الْغُرُوْبِ — خُطْوَتِیْ وَاَقَلُّهَا بِاهْتِمَامِ

مشرق آفتاب اور نہایت مغرب — میرا ایک قدم ہے اور اس سے کم ہے ساتھ ہمت کے

اَمُرِیْدِیْ لَکَ الْهَنَا بِدَوَامِ — عَیْشُ عِزٍّ وَرِفْعَةٍ وَاحْتِرَامِ

اے میرے مرید واسطے تیرے ہی مبارک ہمیشہ کی — زندگی عزت اور بلندی اور حرمت کی

وَمُرِیْدِیْ اِذَا دَعَانِیْ بِشَرْقٍ — اَوْ بِغَرْبٍ اَوْ نَازِلٍ بِحَرٍّ طَامِ

اور میرا مرید جب پکارے مجھ کو مشرق میں — یا مغرب میں یا تلے دریا چڑھے ہوئے کے

اُغِثْهُ لَوْ کَانَ فَوْقَ هَوَاءٍ — اَنَا سَیْفُ الْقَضَاءِ لِکُلِّ خِصَامِ

اوس کی فریاد کو پہنچوں گا اگر ہوا پر ہے — میں تلوار ہوں قضا کی واسطے ہر خصومت کے

اَنَا فِی الْحَشْرِ شَافِعٌ لِمُرِیْدِیْ — عِنْدَ رَبِّیْ فَلَا یُرَدُّ کَلَامِیْ

میں قیامت میں سفارش کرنیوالا ہوں اپنے مرید کا — اپنے رب کے پاس سو میری کلام رد نہ کی جائے گی

اَنَا شَیْخٌ وَصَالِحٌ وَوَلِیٌّ — اَنَا قُطْبٌ وَقُدْوَةٌ لِلْاَنَامِ

میں شیخ الاسلام ہوں اور مقبول عند اللہ اور دوست خدا — میں قطب ہوں اور پیشوا خلق کا

اَنَا عَبْدُ الْقَادِرِ طَابَ وَقْتِیْ — جَدِّیَ الْمُصْطَفٰی شَفِیْعُ الْاَنَامِ

میں عبد القادر ہوں خوش ہوا وقت مرا — جد مری مصطفی صلعم ہیں شفاعت کرنیوالے خلق کے

فَعَلَیْهِ الصَّلٰوةُ فِیْ کُلِّ وَقْتٍ — وَعَلٰی اٰلِهٖ بِطُوْلِ الدَّوَامِ

پس اون پر صلوٰۃ ہو ہر وقت میں — اور ان کی آل پر ساتھ درازی دوام کے

ایضاً قصیدہ منہ قدس سرہ

سَقَانِی حَبِیْبِی مِنْ شَرَابِ ذَوِی الْمَجْدِ
فَاَسْکَرَنِی حَقًّا فَغِبْتُ عَلٰی وَجْدِی

یہ حبیب نے مجھ کو پلائی شراب بزرگی والوں کی
سو اسنے مجھکو مست کردیا سچا پس اپنے وجد میں غائب ہوگیا

وَاَجْلَسَنِی فِی قَابَ قَوْسَیْنِ سَیِّدِی
عَلٰی مِنْبَرِ التَّخْصِیْصِ فِی حَضْرَۃِ الْمَجْدِ

اور بٹھایا مجھکو قاب قوسین کے مقام میں میرے سردار نے
اور منبر تخلیص کے اندر دربار بزرگی کے

حَضَرْتُ مَعَ الْاَقْطَابِ فِی حَضْرَۃِ اللِّقَا
فَغِبْتُ بِہٖ عَنْھُمْ وَشَاھَدْتُہٗ وَحْدِی

میں حاضر ہوا ساتھ اقطاب کے دربار دیدار میں
سو میں غائب ہوگیا اسکے ساتھ اُن سے اور دیکھا میں نے اکیلا ہی

فَمَا شَرِبَ الْعُشَّاقُ اِلَّا بَقِیَّتِی
وَفَضْلَۃَ کَاسَاتٍ بِھَا شَرِبُوْا بَعْدِی

پس نہ پیا عاشقوں نے مگر میرا جوٹھا
اور پس ماندہ پیالوں کا انہیں پیا میرے بعد

وَلَوْ شَرِبُوْا مَا قَدْ شَرِبْتُ وَعَایَنُوْا
مِنَ الْحَضْرَۃِ الْعُلْیَا شَرَابَ ذَوِی الْوُدِّ

اگر وہ پیتے وہ جو میں نے پیا اور دیکھتے
دربار عالی سے شراب دوستوں کا

لَاَمْسَوْا سُکَارٰی قَبْلَ اَنْ یَّقْرَبُوْھَا
وَاَمْسَوْا حَیَارٰی مِنْ مَصَادَمَۃِ الْوِرْدِ

البتہ ہوجاتے مست قبل از قریب ہونیکے
اور ہو جاتے حیران از دھام اترنے سے

اَنَا الْبَدْرُ فِی الدُّنْیَا وَغَیْرِی کَوَاکِبُ
وَکُلُّ فَتًی یَّھْوٰی فَتًی لَّکُمْ عَبْدِی

میں بدر ہوں دنیا میں اور دوسرے ستارے ہیں
اور سارے جوانمرد عاشق میرے غلام ہیں ،

وَبَحْرٌ مُّحِیْطٌ بِالْبِحَارِ بِاَسْرِھَا
وَعِلْمِی حَوٰی مَا کَانَ قَبْلِی وَمَا بَعْدِی

اور دریا میرا محیط ہے سارے دریاؤں کو
اور علم میرا حاوی ہے اول و آخر کو

وَسِرِّی لَہُ الْاَسْرَارُ تَجْرِی فِی الدُّجٰی
کَزَجْرِ سَحَابِ الْاُفْقِ مِنْ مَّلَکِ الرَّعْدِ

اور میرے راز کے راز ہیں تاریکیوں میں چلتے ہیں
جیسا کہ افق کا ابر فرشتہ رعد سے چلتا ہے

فَاِنْ شِئْتَ اَنْ تَحْظٰی بِعِزٍّ وَّقُرْبَۃٍ
فَدُمْ اَدُمْ عَلٰی حُبِّی وَحَافِظْ عَلٰی عَہْدِی

پس اگر تو چاہے کہ عزت و قربت سے بہرہ پائے
تو میری محبت پر دائم رہو اور میرے قول پہ قائم

وصایا حضرت شیخ قدس سرہٗ

حضرت عبدالوہاب رضی اللہ عنہ نے حضرت غوث الاعظم قدس سرہٗ سے وصیت طلب کی فرمایا تقویٰ اللہ تعالیٰ کا کرنا اور کسی سے خوف نہ کرنا مگر اللہ تعالیٰ سے اور سوائے اللہ کے دوسرے سے امید نہ کرنی۔ اور کل حاجات اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دینی اور اسی سے طلب کرنی اور بغیر اللہ تعالیٰ کے کسی چیز سے لذت نہ پکڑنی اور اللہ تعالیٰ کے بغیر کسی پر اعتماد نہ کرنا اور حضرت غوث اعظم قدس سرہ کی بڑی وصیت یہ بھی تھی کہ یہ طریقہ ان پر مبنی ہے۔ کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و سلامت صدر و سماحت نفس و سخاوت دست و کشادہ پیشانی و بذل مال و کف اذی و عفو از لغزش ہائے برادران اور نیز یہ ہے کہ حفظ حرمات مشائخ و حسن معاشرت بہ برادران و نصیحت خورد و بزرگ کو و ترک خصومات دنیاوی مگر دینی چاہیے و ملازمت ایثار (یعنی اپنی حاجت ہوتے ہوئے دوسرے کو دینا) و دور رہنا کثرت اموال سے و ترک صحبت اس سے جس کے طبقہ میں داخل نہ ہوئے۔ و معاونت امور کی دین و دنیا میں اور نیز یہ کہ حقیقت فقر کی یہ ہے کہ اپنے مثل کی طرف محتاج نہ ہونا اور حقیقت غنا کی یہ ہے کہ اپنے مثل سے غنی ہونا۔ اور تصوف قیل قال سے نہیں لیا گیا لیکن تصوف گرسنگی اور ترک دنیا و قطع شہوات و مجبوبات سے لیا گیا ہے۔

اور نیز یہ کہ تصوف مبنی ہے آٹھ خصال پر سخاوت۔ رضا۔ صبر۔ اشارت۔ غربت۔ لباس صوف۔ سیاحت۔ فقر۔ سخاوت حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی واسطے ہے جو جد ہیں انبیائے کرام کے۔ اور رضا حضرت اسماعیل علیہ السلام ذبیح اللہ کے واسطے ہے۔ اور صبر نبی ایوب علیہ السلام کے لیے۔ اور اشارت حضرت زکریا علیہ السلام کے لیے۔ اور غربت حضرت یوسف علیہ السلام کے لیے۔ اور لبس صوف حضرت یحییٰ علیہ السلام کے لیے۔ اور سیاحت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے۔ اور فقر میرے جد امجد محمد مصطفیٰ خاتم المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے ہے۔ اور نیز یہ کہ یا اغنیاء کی صحبت میں غنی بن کر باعزت رہنا۔ اور فقرا کی صحبت میں فقیر بن کر رام رہنا

اور اخلاص لازم کرنا اور اخلاص نام ہے اس وصف کا کہ خلق کو فراموش کر کے ہمیشہ خالق کو دیکھتا رہے اور اللہ تعالیٰ کو کسی شے میں متہم نہ کرے اور ہر حال میں اللہ کے ساتھ آرام پذیر ہوے اور دوستی کے اعتماد پر کسی بھائی کا حق تلف نہ کرنا اللہ تعالیٰ نے ہر مومن پر دوسرے مومن کا حق فرمایا ہے اور خدمت فقرا کی کرنا جو کوئی فقرا کے ساتھ تین طرح پیش آئے تواضع و حسن ادب و سخاوت نفس تو خدا تعالےٰ اس کو معزز رکھتا ہے۔

اور نیز فقیر وہ ہے کہ بغیر اللہ تعالیٰ کے کسی چیز کے ساتھ مستغنی نہ ہو۔ اور صولت فقیروں پر مذموم ہے اور امیروں پر حماقت۔ بہجۃ الفضائح اولاد و مریدوں کو کافی ہیں اسامی اولاد امجاد۔ شیخ عبدالوہاب۔ شیخ عبدالرزاق و شیخ عبدالعزیز و شیخ عبدالجبار شیخ عبدالغفور۔ شیخ عبدالغنی۔ شیخ صالح۔ شیخ محمد۔ شیخ موسیٰ۔ شیخ عیسیٰ۔ شیخ ابراہیم۔ شیخ یحییٰ یہ اصغر ہیں۔

اور کریمہ امتہ الجبار علویہ فاطمہ قدس اللہ سرہا ابن نجار اپنی تاریخ میں لکھتا ہے کہ میں نے حضرت شیخ عبدالرزاق قدس اللہ سرہ سے سنا فرماتے تھے کہ اولاد حضرت شیخ قدس اللہ سرہ کی ۴۹ ہیں ۲۷ مرد اور باقی نسا۔

ص ۹ سید ظہیر الدین کی فتح المبین میں ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایام فتنہ میں خلافت کو ترک کیا تو عوض اس کے قطبیت کبریٰ ان میں اور ان کی اولاد میں قائم رکھی۔ اول قطب عظیم حضرت امام حسن ہیں۔ اور واسطہ حضرت غوث الاعظم قدس سرہٗ اور خاتمہ حضرت امام مہدی علیہ السلام۔

اور ص ۲۲ میں شیخ عبداللہ بن ابوالفتح رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ چالیس برس حضرت شیخ قدس اللہ سرہ کی خدمت میں رہا۔ ہمیشہ عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتے تھے۔

ص ۲۷ فتح المبین میں ہے کہ حضرت شیخ قدس اللہ سرہٗ نے فرمایا جب تک شیخ میں بارہ خصلتیں نہ ہوئیں سجادہ پہ نہ بیٹھے۔ دو خصلت خدا تعالیٰ کی دو حضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کی دو حضرت صدیق اکبر کی دو حضرت عمر کی دو حضرت عثمان کی۔ دو حضرت شاہ ولایت کی۔ دو خصلت خدا کی یہ ہیں کہ ستارہ و غفارہ ہوئے۔ دو حضرت صلعم کی یہ ہیں کہ شفیق و رفیق ہوئے۔ اور دو حضرت صدیق اکبر کی یہ ہیں کہ صادق مصدّق ہوئے۔ اور دو حضرت عمر کی یہ ہیں کہ نیکی کا امر کرنے والا اور بدی سے ہٹانے والا ہو۔ اور دو حضرت عثمان کی یہ ہیں کہ طعام کھلائے اور رات بھر بیدار رہے۔ اور دو حضرت شاہ ولایت کی یہ ہیں کہ عالم و شجاع ہوئے۔ اور حضرت نے ان اشعار میں اس مضمون کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

إِذَا لَمْ يَكُنْ فِي الشَّيْخِ خَمْسُ فَوَائِدٍ ... وَإِلَّا فَدَجَّالٌ يَقُودُ إِلَى الْجَهْلِ
عَلِيْمٌ بِأَحْكَامِ الشَّرِيْعَةِ ظَاهِرًا ... وَيَبْحَثُ عَنْ عِلْمِ الْحَقِيْقَةِ مِنْ أَصْلِ
وَيُظْهِرُ لِلْوُرَّادِ بِالْبِشْرِ وَالْقِرٰى ... وَيَخْضَعُ لِلْمِسْكِيْنِ بِالْقَوْلِ وَالْفِعْلِ
فَذَاكَ هُوَ الشَّيْخُ الْمُكَرَّمُ قَدْرُهُ ... عَلِيْمٌ بِأَحْكَامِ الْحَرَامِ مِنَ الْحِلِّ
يُهَذِّبُ طُلَّابَ الطَّرِيْقِ وَنَفْسَهُ ... مُهَذَّبٌ بِهِ مِنْ قَبْلُ ذُوْ كَرَمٍ كُلِّيْ

ص ۲۳ فتح المبین سید ظہیر الدین پر ہے کہ خضر حسینی لکھتا ہے کہ تیرہ سال میں خدمت میں حضرت شیخ قدس سرہ کے رہا۔ گاہے آپ کو مخاط و بصاق ڈالتے یا کھانستے نہ دیکھا اور نہ گاہے مکھی آپ کے بدن پر نہ بیٹھی تھی اور نہ کسی امیر کے واسطے تعظیم کو ایستادہ ہوئے۔ اور نہ بادشاہ کے دربار میں گئے اور نہ کسی کے دستر خوان پر جا کر کھانا کھایا۔ سوائے ایک بار کے اور بادشاہوں کے وامیروں کے فرش پر بیٹھنا عقوبت معجلہ جانتے تھے۔ بادشاہ یا وزیر یا امیر کی آمد ہوتی تو پہلے سے آپ اندرون حجرہ تشریف لے جاتے۔

پس جب وہ آ کر بیٹھتا تو آپ بر آمد ہوتے تا کہ ان کو تعظیم نہ دیں بلکہ وہ تعظیم کے واسطے ایستادہ ہو جاتے یہ بات محض برائے عزت دین کی فرماتے تھے اور ان لوگوں سے کلام درشت فرماتے اور نصیحت میں مبالغہ کرتے تھے اور وہ آپ کے دست مبارک چومتے اور بڑے ادب سے بیٹھتے اور جب بادشاہ کو

رقعہ لکھتے تو یہ لکھتے کہ عبدالقادر تم کو اسبات کا حکم کرتے ہیں۔ اور حکم ان کا تجھ پر نافذ ہے اور اطاعت ان کی تجھے واجب ہے۔ اور وہ تیرے پیشوا ہیں۔ اور تجھ پر حجت ہیں۔ جب بادشاہ آپ کے رقعہ پر واقف ہوتا تو چومتا اور کہتا کہ حضرت شیخ قدس اللہ سرہٗ نے سچ فرمایا۔ اور حضرت کی خاموشی کلام سے زیادہ تھی۔ اور کلام آپ کا جواب خطرات قلبی کا ہوتا تھا۔ حاضرین کو زبانی سوال کی حاجت نہ پڑتی۔ اور سوائے یوم جمعہ کے کہ برائے نماز جمعہ جامع مسجد بارہ باط کی طرف تشریف لے جائیں۔ اپنے مدرسہ سے باہر قدم نہ رکھتے تھے۔ اور آپ فرماتے کہ اگر ساری دنیا میرے ہاتھ میں ہوتی تو گرسنوں کو کھلا دیتا۔ اور فرماتے کہ کف دست میرے میں ثقبہ ہے۔ ہزار اشرفی آئے تو میں ایک رات اپنے گھر نہیں رہنے دیتا۔ اور ابوالحسن قریشی نے کہا کہ حضرت نے ملکوت اکبر کو اپنی ولادت میں کہا تھا اور ملک اعظم کو تحت قدم میں کر دیا تھا۔

ف۲۴ میں عبدالرحیم ہمشیرہ زادہ سید احمد رفاعی قدس اللہ سرہٗ کا بیان کرتا ہے کہ حضرت شیخ قدس اللہ سرہٗ کا حال دیکھ کر میرا ہوش قائم رہا۔ جب بغداد سے ام عبیدہ[1] کو گیا اور اپنے ماموں سید احمد رفاعی قدس اللہ سرہٗ کے سامنے بیان کیا تو انہوں نے فرمایا کہ مثل قوت حضرت شیخ قدس اللہ سرہٗ کے اور جس حال پر ہے اور جہاں وہ پہنچے ہیں دوسرے کسی کو طاقت کہاں ہے۔

اور ف۲۵ میں شیخ قدس اللہ سرہٗ سے سوال ہوا کہ آپ نے اللہ تعالیٰ سے کچھ لیا۔ فرمایا علم و ادب۔ اور بہجت الاسرار میں ہے کہ ایک دفعہ روافض برائے امتحان آپ کی خدمت میں دو پٹارے سر بستہ لائے آپ کرسی پر وعظ فرما رہے تھے۔ آپ کرسی سے اترے اور ایک پٹارہ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ اس میں لڑکا خوش قد و قامت صحیح و سالم ہے جب پٹارہ کھولا تو ویسا ہی تھا اس لڑکے کے سر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ بیٹھا رہ وہ بیٹھا رہ گیا۔ اس کو طاقت برخاست کی نہ ہوئی۔ دوسرے پٹارہ کے سر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ اس میں لڑکا اپاہج ہے جس کے ہاتھ پاؤں بستہ ہیں

[1] نام موضع سید رفاعی ۱۲

اس کو کھولا تو ویسا ہی لڑکا اس میں تھا۔ اس کو فرمایا کہ دوڑ وہ اٹھ کر چنگا بھلا دوڑنے لگا وہ روافض شرمندہ ہو کر تائب ہوئے۔ اور آپ کی عمہ پھوپھی معصومہ کا اسم شریف عائشہ تھا۔ کہتے ہیں کہ بارش کی تنگی سے لوگوں نے ان کے حضور میں عرض کی۔ آپ نے صحن خانہ کا جھاڑ دیا۔ اور فرمایا کہ میں نے جھاڑو دیا۔ آپ چھڑکاؤ کرو۔ اتنے میں بارش بہت ہوئی۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

رسالہ غوثیہ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ كَاشِفِ الۡغُمَّةِ وَالصَّلٰوةُ عَلٰى نَبِيِّهٖ خَيۡرِ الۡبَرِيَّةِ اَمَّا بَعۡدُ قَالَ الۡغَوۡثُ الۡاَعۡظَمُ الۡمُسۡتَوۡحِشُ عَنۡ غَيۡرِ اللّٰهِ الۡمُسۡتَاْنِسُ بِاللّٰهِ قَالَ لِيَ الرَّبُّ يَا غَوۡثَ الۡاَعۡظَمِ قُلۡتُ لَبَّيۡكَ يَا رَبَّ الۡغَوۡثِ قَالَ كُلُّ طَوۡرٍ بَيۡنَ النَّاسُوۡتِ وَالۡمَلَكُوۡتِ فَهِيَ شَرِيۡعَةٌ وَكُلُّ طَوۡرٍ بَيۡنَ الۡمَلَكُوۡتِ وَ الۡجَبَرُوۡتِ فَهِيَ طَرِيۡقَةٌ وَكُلُّ طَوۡرٍ بَيۡنَ الۡجَبَرُوۡتِ وَاللَّاهُوۡتِ فَهِيَ حَقِيۡقَةٌ يَا غَوۡثَ الۡاَعۡظَمِ مَا ظَهَرۡتُ فِيۡ شَيۡءٍ كَظُهُوۡرِيۡ فِي الۡاِنۡسَانِ ثُمَّ سَاَلۡتُ يَا رَبِّيۡ هَلۡ لَكَ مَكَانٌ قَالَ يَا غَوۡثَ الۡاَعۡظَمِ اَنَا مُكَوِّنُ الۡمَكَانِ وَلَيۡسَ لِيۡ مَكَانٌ وَسِوَى الۡاِنۡسَانِ ثُمَّ سَاَلۡتُ يَا رَبِّ مِنۡ اَيِّ شَيۡءٍ خَلَقۡتَ الۡمَلٰٓئِكَةَ قَالَ خَلَقۡتُ الۡمَلٰٓئِكَةَ مِنۡ نُوۡرِ الۡاِنۡسَانِ وَخَلَقۡتُ الۡاِنۡسَانَ مِنۡ نُوۡرِيۡ يَا غَوۡثَ الۡاَعۡظَمِ جَعَلۡتُ الۡاِنۡسَانَ مَطِيَّتِيۡ وَ جَعَلۡتُ سَائِرَ الۡاَكۡوَانِ مَطِيَّتَهٗ يَا غَوۡثَ الۡاَعۡظَمِ نِعۡمَ الطَّالِبُ اَنَا يُحِبُّهُمۡ وَنِعۡمَ الۡمَطۡلُوۡبُ الۡاِنۡسَانُ وَنِعۡمَ الرَّاكِبُ الۡاِنۡسَانُ وَنِعۡمَ الۡمَرۡكُوۡبُ لَهٗ سَائِرُ الۡاَكۡوَانِ قَالَ يَا غَوۡثَ الۡاَعۡظَمِ الۡاِنۡسَانُ سِرِّيۡ وَاَنَا سِرُّهٗ لَوۡ عَرَفَ الۡاِنۡسَانُ مَنۡزِلَتَهٗ عِنۡدِيۡ لَقَالَ فِيۡ كُلِّ نَفَسٍ مِّنَ

الانفاس انا الملك لا ملك اليوم الا لی قال یا غوث الاعظم ما
اكل الانسان طعاما وما شرب شرابا وما قام وما قعد وما نطق
وما صمت وما فعل فعلا وما توجه لشیٔ وما غاب عن شیٔ
الا انا فیه مسكنه ومحركه قال لی یا غوث الاعظم جسم
الانسان وقلبه ونفسه وروحه وسمعه وبصره ولسانه
ویده ورجله كل ذلك اظهرت له بنفسی لنفسی لا هو الا انا
ولا انا غیره وقال یا غوث الاعظم اذا رأیت المحترق بنار
الفقر والمنكسر بكسرة الفاقة نتقرب الیه فانه لا حجاب
بینی وبینه قال یا غوث الاعظم لا تاكل طعاما ولا تشرب
شرابا ولا تنم نومة الا عندی بقلب حاضر وعین ناظر قال
غوث الاعظم من منع من سفر الباطن ابتلی بسفر الظاهر
لم یزده منی الا بعدا فی السفر الظاهر قال یا غوث الاعظم الاتحاد
حال لا یعبر بلسان المقال فمن امن به قبل وجود الحال فقد كفر
ومن اراد العبادة بعد الوصول فقد اشرك بالله قال یا غوث الاعظم
من سعد سعادة الازل فطوبی له لم یكن مخذولا ومن شقی بشقاوة
الازل فویل له ولم یكن مقبولا بعد ذلك قط قال یا غوث الاعظم
جعلت الفقر والفاقة مطیة الانسان فمن ركبهما بلغ المنزل
قبل ان یقطع المسافات والبوادی قال یا غوث الاعظم لو علم
الانسان ما كان له بعد الموت ما تمنی الحیوة فی الدنیا یقول
بین یدی الله كل لمحة ولحظة یا رب امتنی امتنی قال یا غوث
الاعظم حجة الخلائق عندی یوم القیمة الصمم والبكم والعمی
ثم التحیر والبكاء وفی القبر كذلك قال یا غوث الاعظم المحبة
حجاب بین المحب والمحبوب فاذا فنی المحب عن المحبة وصل

بِالْمَحْبُوْبِ قَالَ رَأَیْتُ الْاَرْوَاحَ کُلَّهَا یَتَرَقَّصُوْنَ فِیْ قَوَالِبِهِمْ بَعْدَ سَمَاعِ قَوْلِهٖ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ قَالَ رَأَیْتُ الرَّبَّ تَعَالٰی قَالَ لِیْ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ مَنْ سَأَلَنِیْ عَنِ الرُّؤْیَةِ بَعْدَ الْعِلْمِ فَهُوَ مَحْجُوْبٌ بِعِلْمِ الرُّؤْیَةِ وَمَنْ ظَنَّ اَنَّ الرُّؤْیَةَ غَیْرُ الْعِلْمِ فَهُوَ مَغْرُوْرٌ بِرُؤْیَةِ الرَّبِّ تَعَالٰی قَالَ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ مَنْ رَاٰنِیْ اِسْتَغْنٰی عَنِ السُّؤَالِ فِیْ کُلِّ حَالٍ وَمَنْ لَمْ یَرَ فَلَا یَنْفَعُهُ السُّؤَالُ فَهُوَ مَحْجُوْبٌ بِالْمَقَالِ قَالَ لِیْ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ لَیْسَ الْفَقِیْرُ عِنْدِیْ مَنْ لَیْسَ لَهٗ شَیْءٌ بَلِ الْفَقِیْرُ الَّذِیْ لَهٗ اَمْرٌ فِیْ کُلِّ شَیْءٍ اِنْ قَالَ بِشَیْءٍ کُنْ فَیَکُوْنُ قَالَ لِیْ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ لَا اُلْفَةَ وَلَا نِعْمَةَ فِی الْجِنَانِ بَعْدَ ظُهُوْرِیْ فِیْهَا وَلَا وَحْشَةَ وَلَا حُرْقَةَ فِی النَّارِ بَعْدَ خِطَابِیْ لِاَهْلِهَا قَالَ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ اَنَا اَکْرَمُ مِنْ کُلِّ کَرِیْمٍ وَاَنَا اَرْحَمُ مِنْ کُلِّ رَحِیْمٍ قَالَ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ فَقُلْتُ لَبَّیْکَ یَا رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ فَقَالَ لِیْ قُلْ یَا رَبَّ الْغَوْثِ الْکَرِیْمِ الرَّحِیْمِ قَالَ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ نَمْ عِنْدِیْ لَا کَنَوْمِ الْعَوَامِ تَرَنِیْ فَقُلْتُ یَا رَبِّ کَیْفَ اَنَامُ عِنْدَکَ قَالَ لِخُمُوْدِ الْجِسْمِ عَنِ اللَّذَّاتِ وَخُمُوْدِ النَّفْسِ عَنِ الشَّهَوَاتِ وَخُمُوْدِ الْقَلْبِ عَنِ الْخَطَرَاتِ وَخُمُوْدِ الرُّوْحِ عَنِ الْخَطِیْئَاتِ وَفَنَاءِ ذَاتِکَ فِی الذَّاتِ قَالَ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ قُلْ لِاَصْحَابِکَ وَاَحْبَابِکَ فَمَنْ اَرَادَ مِنْکُمْ بِمَحَبَّتِیْ فَعَلَیْهِ بِاخْتِیَارِ الْفَقْرِ ثُمَّ فَقْرِ الْفَقْرِ ثُمَّ الْفَقْرُ عَلَی الْفَقْرِ فَاِذَا تَمَّ فَقْرُهُمْ فَلَا هُمْ اِلَّا اَنَا قَالَ لِیْ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ طُوْبٰی لَکَ اِنْ کُنْتَ رَءُوْفًا عَلٰی بَرِیَّتِیْ ثُمَّ طُوْبٰی لَکَ اِنْ کُنْتَ لِبَرِیَّتِیْ عَفُوًّا وَقَالَ لِیْ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ جَعَلْتُ فِی النَّفْسِ طَرِیْقَ الزَّاهِدِیْنَ وَجَعَلْتُ فِی الْقَلْبِ طَرِیْقَ الْعَارِفِیْنَ وَجَعَلْتُ فِی الرُّوْحِ طَرِیْقَ الْوَاقِفِیْنَ وَجَعَلْتُ نَفْسِیْ مَحَلَّ الْاَسْرَارِ یَا غَوْثُ قُلْ لِاَصْحَابِکَ اِغْتَنِمُوْا دَعْوَةَ الْفُقَرَاءِ فَاِنَّهُمْ عِنْدِیْ وَاَنَا عِنْدَهُمْ یَا غَوْثُ اَنَا

مَأْوٰی کُلِّ شَیْءٍ وَمَسْکَنُهٗ وَمَنْظَرُهٗ وَاِلَیَّ الْمَصِیْرُ قَالَ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ لَا تَنْظُرْ اِلَی الْجَنَّةِ وَمَا فِیْهَا تَرَنِیْ بِلَا وَاسِطَةٍ وَلَا تَنْظُرْ اِلَی النَّارِ وَمَا فِیْهَا تَرَنِیْ بِلَا وَاسِطَةٍ قَالَ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ اَهْلُ الْجَنَّةِ یَتَعَوَّذُوْنَ عَنِ النَّعِیْمِ کَاَهْلِ النَّارِ یَتَعَوَّذُوْنَ عَنِ الْجَحِیْمِ یَا غَوْثُ مَنْ شَغَلَ بِسُؤَالِیْ کَانَ صَاحِبُهٗ نَارًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ یَا غَوْثُ اَهْلُ الْقُرْبَةِ یَسْتَغِیْثُوْنَ عَنِ الْقُرْبِ کَاَهْلِ الْبُعْدِ یَسْتَغِیْثُوْنَ عَنِ الْبُعْدِ یَا غَوْثُ اِنَّ لِیْ عِبَادًا سِوَی الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ لَا یَطَّلِعُ عَلٰی اَحْوَالِهِمْ اَحَدٌ مِنْ اَهْلِ الدُّنْیَا وَلَا مِنْ اَهْلِ الْاٰخِرَةِ وَلَا اَحَدٌ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَلَا اَحَدٌ مِنْ اَهْلِ النَّارِ وَلَا مَالِکٌ وَلَا رِضْوَانٌ وَمَا خَلَقْتُهُمْ لِلْجَنَّةِ وَلَا لِلنَّارِ وَلَا لِلثَّوَابِ وَلَا لِلْعِقَابِ وَلَا لِلْحُوْرِ وَلَا لِلْقُصُوْرِ وَلَا لِلْغِلْمَانِ طُوْبٰی لِمَنْ اٰمَنَ بِهِمْ یَا غَوْثُ اَنْتَ مِنْهُمْ وَمِنْ عَلَامَاتِهِمْ فِی الدُّنْیَا اَنَّ اَجْسَامَهُمْ مُحْتَرِقَةٌ مِنْ قِلَّةِ الطَّعَامِ وَنُفُوْسَهُمْ مُحْتَرِقَةٌ عَنِ الشَّهَوَاتِ وَقُلُوْبَهُمْ مُحْتَرِقَةٌ عَنِ الْخَطَرَاتِ وَاَرْوَاحَهُمْ مُحْتَرِقَةٌ عَنِ الْخَطِیَّاتِ وَهُمْ اَصْحَابُ اللِّقَاءِ الْمُحْتَرِقِیْنَ بِنُوْرِ اللِّقَاءِ الْمُحْتَرِقِیْنَ بِنُوْرِ اللِّقَاءِ یَا غَوْثُ اِذَا جَاءَکَ الْعَطْشَانُ فِیْ یَوْمٍ شَدِیْدِ الْحَرِّ وَاَنْتَ صَاحِبُ الْمَاءِ الْبَارِدِ وَلَیْسَ لَکَ حَاجَةٌ بِالْمَاءِ فَلَوْ کُنْتَ تَمْنَعُهٗ فَاَنْتَ اَبْخَلُ الْاَبْخَلِیْنَ فَکَیْفَ اَمْنَعُهُمْ رَحْمَتِیْ وَاَنَا اَشْهَدْتُ عَلٰی نَفْسِیْ بِاَنِّیْ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ یَا غَوْثُ مَا بَعُدَ اَحَدٌ مِنَ الْمَعَاصِیْ وَمَا قَرُبَ اَحَدٌ مِنَ الطَّاعَاتِ یَا غَوْثُ لَوْ تَقَرَّبُ مِنِّیْ اَحَدٌ لَکَانَ اَهْلُ الْمَعَاصِیْ لِاَنَّهُمْ اَصْحَابُ الْعِجْزِ وَالنَّدَمِ یَا غَوْثُ الْعِجْزُ مَنْبَعُ النُّوْرِ وَالْعُجْبُ الظُّلْمَةِ یَا غَوْثُ اَهْلُ الْمَعَاصِیْ مَحْجُوْبُوْنَ بِالْمَعَاصِیْ وَاَهْلُ الطَّاعَاتِ مَحْجُوْبُوْنَ بِالطَّاعَاتِ وَرَاءَهُمْ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ لَیْسَ لَهُمْ غَمُّ الْمَعَاصِیْ وَلَا هَمُّ الطَّاعَاتِ یَا غَوْثُ بَشِّرِ الْمُذْنِبِیْنَ بِالْفَضْلِ

وَالْكَرَمِ وَالْمُعْجِبِيْنَ بِالْعَدْلِ وَالتَّقْوَى يَا غَوْثُ اَهْلُ الطَّاعَاتِ
يَذْكُرُوْنَ النَّعِيْمَ وَاَهْلُ الْعِصْيَانِ يَذْكُرُوْنَ الرَّحِيْمَ يَا غَوْثُ
اَنَا قَرِيْبٌ فِي الْمَعَاصِيْ بَعْدَ مَا فَرَغَ عَنِ الْمَعَاصِيْ وَاَنَا بَعِيْدٌ عَنِ
الْمُطِيْعِ اِذَا فَرَغَ عَنِ الطَّاعَاتِ يَا غَوْثُ خَلَقْتُ الْعَوَامَ فَلَمْ يُطِيْقُوْا
اَنْوَارِيْ قَالَ فَجَعَلْتُ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ حِجَابَ الظُّلْمَةِ خَلَقْتُ الْخَوَاصَ
فَلَمْ يُطِيْقُوْا مُجَاوَرَتِيْ فَجَعَلْتُ الْاَنْوَارَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ حِجَابًا يَا غَوْثُ
قُلْ لِاَصْحَابِكَ مَنْ اَرَادَ مِنْكُمْ اَنْ يَصِلَ اِلَيَّ فَعَلَيْهِ الْخُرُوْجُ مِنْ كُلِّ
شَيْءٍ اُخْرُجْ مِنْ عَقَبَةِ الدُّنْيَا تَصِلُ اِلَى الْاٰخِرَةِ وَاُخْرُجْ عَنْ عَقَبَةِ
الْاٰخِرَةِ تَصِلُ اِلَيَّ يَا غَوْثُ اُخْرُجْ عَنِ الْاَجْسَامِ وَالنُّفُوْسِ ثُمَّ اُخْرُجْ
عَنِ الْقُلُوْبِ وَالْاَرْوَاحِ ثُمَّ اُخْرُجْ عَنِ الْاَمْرِ وَالْحُكْمِ تَصِلُ اِلَيَّ فَقُلْتُ
يَا رَبِّ اَيُّ صَلٰوةٍ اَقْرَبُ اِلَيْكَ قَالَ الصَّلٰوةُ الَّتِيْ لَيْسَ فِيْهَا سِوَائِيْ
مِنَ النَّارِ وَالْجَنَّةِ وَصَاحِبُهَا غَائِبٌ عَنْهَا ثُمَّ قُلْتُ اَيُّ صَوْمٍ اَفْضَلُ
عِنْدَكَ قَالَ الصَّوْمُ الَّذِيْ لَيْسَ فِيْهِ سِوَائِيْ وَصَاحِبُهُ غَائِبٌ عَنْهُ
ثُمَّ قُلْتُ اَيُّ عَمَلٍ اَفْضَلُ عِنْدَكَ قَالَ الْعَمَلُ الَّذِيْ لَيْسَ فِيْهِ سِوَائِيْ
وَصَاحِبُهُ غَائِبٌ عَنْهُ ثُمَّ قُلْتُ اَيُّ بُكَاءٍ اَفْضَلُ عِنْدَكَ قَالَ بُكَاءُ
الضَّاحِكِيْنَ قُلْتُ اَيُّ ضِحْكٍ اَفْضَلُ عِنْدَكَ قَالَ ضِحْكُ الْبَاكِيْنَ
قُلْتُ اَيُّ تَوْبَةٍ اَفْضَلُ عِنْدَكَ قَالَ تَوْبَةُ الْمَعْصُوْمِيْنَ ثُمَّ قُلْتُ
اَيُّ عِصْمَةٍ اَفْضَلُ عِنْدَكَ قَالَ عِصْمَةُ التَّائِبِيْنَ قَالَ يَا غَوْثُ
لَيْسَ لِصَاحِبِ الْعِلْمِ عِنْدِيْ سَبِيْلٌ مَعَ الْعِلْمِ عِنْدَهُ اِلَّا بَعْدَ اِنْكَارِهِ
لِاَنَّهُ لَوْلَمْ يَتْرُكِ الْعِلْمَ عِنْدَهُ صَارَ شَيْطَانًا قَالَ الْغَوْثُ رَاَيْتُ
الرَّبَّ تَعَالٰى فَسَاَلْتُ يَا رَبِّ مَا مَعْنَى الْعِشْقِ قَالَ يَا غَوْثُ عِشْقٌ لِّيْ
دَقِّ قَلْبَكَ عَنْ سِوَائِيْ يَا غَوْثُ اِذَا عَرَفْتَ ظَاهِرَ الْعِشْقِ فَعَلَيْكَ
بِالْفَنَاءِ عَنِ الْعِشْقِ لِاَنَّ الْعِشْقَ حِجَابٌ بَيْنَ الْعَاشِقِ وَالْمَعْشُوْقِ

يَا غَوْثُ إِذَا عَرَفْتَ التَّوْبَةَ فَعَلَيْكَ بِإِخْرَاجِ هَمِّ الذَّنْبِ عَنِ النَّفْسِ
ثُمَّ بِإِخْرَاجِ خَطَرَاتِهِ عَنِ الْقَلْبِ فَإِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ تَصِلُ إِلَيَّ وَ
إِلَّا فَأَنْتَ مِنَ الْمُسْتَهْزِئِيْنَ يَا غَوْثُ إِنْ تَدْخُلْ حَرَمِيْ فَلَا
تَلْتَفِتْ إِلَى الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ وَلَا الْجَبَرُوْتِ لِأَنَّ الْمُلْكَ شَيْطٰنُ
الْعَالِمِ وَالْمَلَكُوْتَ شَيْطَانُ الْعَارِفِ وَالْجَبَرُوْتَ شَيْطَانُ الْوَاقِفِ
فَمَنْ رَضِيَ بِوَاحِدٍ مِنْهَا فَهُوَ عِنْدِيْ مِنَ الْمَطْرُوْدِيْنَ يَا غَوْثُ الْمُجَاهَدَةُ
بَحْرٌ مِنْ بَحْرِ الْمُشَاهَدَةِ وَحِيْتَانُهُ الْوَاقِفُوْنَ فَمَنْ أَرَادَ الدُّخُوْلَ
فِيْ بَحْرِ الْمُشَاهَدَةِ فَعَلَيْهِ بِاخْتِيَارِ الْمُجَاهَدَةِ لِأَنَّ الْمُجَاهَدَةَ
بَذْرُ الْمُشَاهَدَةِ يَا غَوْثُ مَنِ اخْتَارَ الْمُجَاهَدَةَ كَمَا لَا بُدَّ
لَهُمْ مِنِّيْ قَالَ يَا غَوْثُ الْأَعْظَمُ إِنَّ أَحَبَّ الْعِبَادِ إِلَى اللّٰهِ الْعَبْدُ
الَّذِيْ كَانَ لَهُ الْوَالِدُ وَالْوَلَدُ وَقَلْبُهُ فَارِغٌ مِنْهُمَا فَلَوْ مَاتَ الْوَلَدُ
فَلَيْسَ لَهُ حُزْنٌ بِمَوْتِ الْوَلَدِ وَلَوْ مَاتَ لَهُ الْوَالِدُ فَلَيْسَ لَهُ هَمٌّ
بِفَوْتِ الْوَالِدِ فَإِذَا بَلَغَ الْعَبْدُ بِهٰذِهِ الْمَنْزِلَةِ فَهُوَ عِنْدِيْ بِلَا وَلَدٍ
وَلَا وَالِدٍ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ وَقَالَ يَا غَوْثُ مَنْ لَمْ فَنَاءَ الْوَلَدِ
بِمَحَبَّتِيْ وَفَنَاءَ الْوَالِدِ بِمَوَدَّتِيْ لَمْ يَجِدْ لَذَّةَ الْوَاحِدَانِيَّةِ وَالْفَرْدَانِيَّةِ
قَالَ يَا غَوْثُ إِذَا أَرَدْتَ أَنْ تَنْظُرَ إِلَيَّ فِيْ مَحَلٍّ فَاخْتَرْ قَلْبًا حَزِيْنًا
لِيْ فَارِغًا عَنْ سِوَائِيْ فَقُلْتُ يَا رَبِّ مَا عِلْمُ الْعِلْمِ قَالَ يَا غَوْثُ عِلْمُ الْعِلْمِ
هُوَ الْجَهْلُ عَنِ الْعِلْمِ قَالَ يَا غَوْثُ طُوْبٰى لِعَبْدٍ مَالَ قَلْبُهُ إِلَى الْمُجَاهَدَةِ
وَوَيْلٌ لِعَبْدٍ مَالَ قَلْبُهُ إِلَى الشَّهْوَاتِ قَالَ رَأَيْتُ الرَّبَّ سُبْحَانَهُ وَ
تَعَالٰى وَسَأَلْتُهُ عَنِ الْمِعْرَاجِ قَالَ يَا غَوْثُ الْأَعْظَمُ الْمِعْرَاجُ هُوَ الْعُرُوْجُ
عَنْ كُلِّ شَيْءٍ سِوَائِيْ فَكَمَالُ الْعُرُوْجِ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى قَالَ يَا
غَوْثُ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَا مِعْرَاجَ لَهُ عِنْدِيْ يَا غَوْثُ الْمَحْرُوْمُ عَنِ الصَّلٰوةِ
هُوَ الْمَحْرُوْمُ عَنِ الْمِعْرَاجِ عِنْدِيْ -

یہ رسالہ غوثیہ عالیہ کتاب ارشاد الطالبین مصنفہ حضرت شاہ محمد رضا قادری بن شیخ فاضل سے نقل کیا گیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ فقیر نے بخدمت مرشد خود شیخ محی الدین محمد منا عرض کیا کہ غوثیہ عالیہ کتب خانہ میں ہے فرمایا ہے۔ عرض کیا کہ از ملفوظات حضرت غوث الاعظم قدس سرہٗ کے ہے فرمایا ہاں۔ اور نقل کیا گیا ہے۔ حضرت شیخ سید عبد الوہاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ ولد حضرت شیخ قدس اللہ سرہٗ سے کہ جو کوئی اس کلمہ وکلام کو جو مابین حق سبحانہ تعالےٰ وحضرت شیخ قدس اللہ سرہٗ کے ہوئی ہے باتجدید وضو خلوت میں پڑھے۔ اور معنے اس کے لفظاً لفظاً دل میں جمائے تو بالضرور چہلم تک فتح الباب وکشاد مہمات سرانجام ہو۔ لیکن اول طعام فقرا و مساکین کے واسطے مہیا رکھے۔ اور کھلائے کہ حضرت حق سبحانہ وتعالےٰ نے حضرت غوث قدس اللہ سرہٗ کو فرمایا ہے کہ اپنے اصحاب کو کہو کہ دعوت فقرا کی غنیمت جانو کہ میں ان کے پاس ہوں اور وہ میرے پاس ہیں۔ کھانا کھلا کر نیم شب یا اخیر شب میں پڑھنا شروع کرے جسقدر ممکن ہو اسی قدر پڑھے۔ فقط۔

ان شاء اللہ تعالیٰ کشود فتوح ظاہر اور باطن کا ہوئے گا ۱۲۔

شجرہ نسب ابویہ

متصلہ

بحضرت ولایت مآب امیر المومنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ

حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ

امام حسن رضی اللہ تعالےٰ عنہ امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ

امام حسن مثنیٰ ۔ سید عبد اللہ محض ۔ سید موسیٰ جون ۔ سید عبد اللہ ۔ سید موسیٰ سید داؤد ۔ سید محمد ۔ سید یحیٰی زاہد ۔ سید عبد اللہ ۔ سید ابو صالح جنگی دوست سید ابو محمد محی الدین عبد القادر غوث اعظم قدس اللہ سرہٗ و سید ابو احمد عبد اللہ برادر حضرت غوث اعظم جو جوانی میں رحلت فرما ہو گئے تھے ۔

غرض اس مقام میں تحریر سلسلہ نسب پیران قصبہ بھیرہ کا ہے ۔ اور یہ بزرگوران اولاد حضرت سید عبد الرزاق قدس اللہ سرہٗ کی ہیں تو اب صرف شجرہ ان کا لکھا جاتا ہے ۔

حضرت سید عبد الرزاق خلفہ سید صالح خلفہ سید علی خلفہ سید مشتاق خلفہ سید مومن خلفہ سید ظہیر الدین خلفہ سید صدر الدین خلفہ سید فتح اللہ شاہ خلفہ سید زین العابدین خلفہ سید علاؤ الدین خلفہ سید سرخ تاج محمود خلیفہ سید میراں بہاء الدین قلندر خلفہ سید شاہ خلیل خلفہ سلطان جعفر صادق خلفہ پیر سید عبد اللہ شاہ خلفہ پیر سجن شاہ خلفہ پیر سبحان شاہ خلفہ پیر شہابل شاہ اور خلف پیر شہابل شاہ صاحب کے پیر بہادر شاہ صاحب مرحوم و پیر حیدر شاہ صاحب مرحوم و خلف الرشید پیر بہادر شاہ صاحب کے سید حسن پیر شاہ صاحب

اور خلف پیر حیدر شاہ صاحب کے پیر سید امیر شاہ صاحب سلمہا اللہ تعالیٰ - یہ ہر دو صاحبزادگان عالی تبار چشم و چراغ اس خاندان عالی شان کے ہیں - ان کی تعریف و توصیف اگر لکھی جائے تو ایک کتاب بنتی ہے - اگر عنایت ایزدی شامل حال رہے تو علیحدہ لکھی جائے گی - مگر چندے تفصیل بعضے حالات معلومۃ الوقت کا لکھنا مناسب ہے۔

حضرت سید عبد الرزاق السید الکامل الامام صاحب الحال الصادق و القدم الراسخ فی الحکام متوطن بلدہ حماۃ[1] ہو کر جس کو عوام حامہ کہتے ہیں - وہیں مدفون ہوئے حامہ شریف سے سید بہاؤ الدین معروف میراں بہاول شیر جن کی عمر ۲۵ سال ہوئی ہے وہ بدالیوں کے پہاڑ میں آکر مقیم ہوئے اور وہاں ستر سال چلہ کرتے رہے - پھر بادشاہ جلال الدین اکبر نے اپنی ہمشیرہ صاحبہ کا ان سے نکاح کر دیا بعدہٗ حجرہ حضرت شاہ مقیم میں تشریف لائے - اور حجرہ سے سید میراں سبحان شاہ صاحب قصبہ بہیرہ میں تشریف لائے اور ان کے دو نبیرہ صاحبان سید حسن پیر صاحب خلف پیر بہادر شاہ صاحب مرحوم اور پیر سید امیر شاہ صاحب خلف پیر حیدر شاہ صاحب مرحوم ہیں - ہر دو صاحبان سجادہ نشین اپنے والد بزرگوار کے ہیں۔

شجرہ شریفہ حضرت غوثیہ عالیہ از جہت والدہ ماجدہ رضی اللہ عنہا

اسم مبارک والدہ ماجدہ حضرت پیر شیخ قدس اللہ سرہٗ کا ام الخیر امۃ الجبار فاطمہ ہے بنت سید عبد اللہ صومعی زاہد بن امام ابی جمال الدین سید محمد بن امام سید محمود بن امام سید ابی العطار عبد اللہ بن امام سید کمال الدین عیسیٰ بن سید ابی علاؤ الدین محمد جواد بن امام ہمام علی الرضی بن امام ہمام موسیٰ کاظم بن امام ہمام جعفر صادق بن امام ہمام باقر رضی اللہ بن امام ہمام زین العابدین بن سید الشہداء سید شباب اہل الجنۃ امام حسین بن امیر المومنین و امام الاشجعین امام المشارق و المغارب علی بن ابیطالب کرم اللہ وجہہ - اور سلسلہ شریفہ عالیہ کا حضرت صدیق اکبر کے ساتھ بھی ملتا ہے - کیونکہ والدہ ماجدہ والدہ شریف حضرت غوثیہ عالیہ کی ام سلمہ نام -

---

[1] یہ شہر ملک شام ہے۔

کریمہا امام محمد بن امام طلحہ بن امام عبداللہ بن عبدالرحمان بن ابی بکر الصدیق ہیں۔ اور نیز حضرت امیر المومنین عثمان ذی النورین کے ساتھ بھی متصل ہوتا ہے۔ اس طرح کہ سید عبداللہ محض جد ناسع حضرت کے ملقب بلقب محض اسی واسطے ہوئے کہ دونوں نسبیں ان کی خالی از شایہ موالی تھیں کہ والد ان کے حضرت سید حسن مثنی تھے اور والدہ فاطمہ بنت امام حسین اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا بعد وفات سید امام حسن مثنی کے عبداللہ بن مظفر بن عمر بن عثمان کے ساتھ نکاح ہوا۔ اور اتصال نسب بحضرت امیر المومنین عمر کے ساتھ بھی ہے۔ اس طرح کہ عبداللہ بن مظفر کی والدہ ماجدہ کا نام حفصہ ہے۔ بنت عبداللہ بن حضرت عمر اس لحاظ سے نسب عالی ہر چار خلفائے راشدین کے ساتھ متصل ہوتی ہے۔

(سلسلہ طریقت جناب غوثیہ عالیہ کا)

حضرت شیخ سید محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تلقین ذکر اور خرقہ مبارکہ حضرت ابوسعید مبارک بن علی مخزومی سے اخذ کیا اور بعد از ارتقائے بمقام قطبیعت کے حضرت ابوسعید مبارک نے حضرت غوثیہ عالیہ سے اخذ خرقہ کیا۔ اور دونوں حضرات نے حضرت شیخ ابوالحسن علی بن یوسف قرشی ہکاری سے اخذ کیا۔ انہوں نے اپنے شیخ ابوالفرح طرطوسی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے شیخ عارف باللہ حضرت شیخ ابی بکر خلف بن جحدر شبلی سے انہوں نے عارف باللہ صاحب شیخ ابی القاسم جنید سے انہوں نے عارف باللہ حضرت شیخ سری الدین سقطی سے انہوں نے حضرت شیخ ابی محفوظ معروف کرخی سے انہوں نے عارف باللہ حضرت شیخ داؤد طائی سے انہوں نے عارف باللہ حضرت شیخ حبیب عجمی سے انہوں نے حضرت عارف باللہ حضرت شیخ ابی النصر حسن بصری سے انہوں نے امام المسلمین امیر المومنین امام المشارق والمغارب علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ سے انہوں نے رحمت للعلمین سید المرسلین سید الموجودات حضرت محمد المصطفےٰ واحمد المجتبیٰ صلوٰۃ اللہ تعالیٰ علیہ وعلی وآلہ الطیبین واصحابہ الطاہرین سے۔

ترجمہ خواب قدوۃ المحققین شیخ محی الدین بن عربی قدس اللہ سرہٗ

شیخ محی الدین بن عربی قدس اللہ سرہٗ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں زیارت کی۔ حضور نے سوال کیا کہ اگر کوئی شخص اپنی عورت کو ایک لفظ میں تین طلاق دے تو کے ہوتی ہیں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین واقع ہوتی ہیں جیسا کہ حق عز وجل نے فرمایا فَلَا تَحِلُّ لَهُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ۔

پس شیخ عرض کرتا تھا کہ یا رسول اللہ بعض لوگ اہل علم ان کو ایک طلاق بناتے ہیں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ لوگ وہ حکم کرتے ہیں جو ان کو پہنچا ہے اور اچھا کیا ہیں اس سے یہ سمجھا کہ ہر مجتہد مصیب ہے اور آپ حکم مجتہد کی تقریر فرماتے ہیں اور میں عرض کرتا تھا کہ حضرت میری غرض یہ ہے کہ اس مسئلہ میں حضور کا حکم کیا ہے کہ جب کوئی مجھ سے فتویٰ طلب کرے تو کیا جواب دوں اور اگر کوئی حضور سے طلب کرتا تو حضور کیا فرماتے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین طلاق ہیں فَلَا تَحِلُّ لَهُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ۔ پس میں کیا دیکھتا ہوں کہ اخیر مجلس میں ایک شخص ایستادہ ہو کر بلند آواز سے بے ادبی کے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کر کے کہنے لگا۔ یا ہذا اے صاحب ہم اس لفظ کے ساتھ تین طلاق کا حکم آپ سے نہیں مانتے اور نہ تصویب ان کی جنہوں نے اس لفظ کو ایک طلاق بنایا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا مارے غضب کے اس شخص پر۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باواز بلند فرماتے ہیں تین طلاق ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ فَلَا تَحِلُّ لَهُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ کیا تم فرج کو حلال بناتے ہو۔

پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہی فرماتے رہے حتی کہ اطراف والوں نے سنا اور وہ شخص پگھلتا جاتا تھا حتی کہ مضمحل ہو گیا۔ زمین پر اس کا نشان نہ رہا۔ میں دریافت کرتا تھا کہ یہ کون ہے جس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غصہ دلایا کسی نے مجھ سے کہا کہ ابلیس لعین تھا۔ پھر شیخ بیدار ہو گئے۔ اور اسی شب کو پھر خواب میں

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ عرض کیا کہ قرؤہ کا لفظ بمعنے حیض وطہر کے ہے کوئی عالم اس کو بمعنے طہر کہتے ہیں اور کوئی بمعنے حیض۔ اور آپ اعرف بالمعنی ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے کیا مراد رکھی ہے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب قرؤ گذر جائے تو عورت کو غسل کرادو۔ اور کھاؤ اس سے جو کچھ دیا ہے تم کو خدا تعالیٰ نے۔ پس شیخ کہتے تھے۔ اب حیض ہے۔

پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہی کلمہ فرماتے تھے۔ فَاِذَا فَرِغَ قُرُؤُهَا فَاغْسِلُوْا عَلَيْهَا الْمَاءَ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ۔ یعنی جب حیض گذرے تو تم اس کو نہلاؤ اور کھاؤ اپنے رزق خدا کے دیے سے۔ چند بار یہی تکرار فرماتے رہے اور شیخ بھی یہی عرض کرتے رہے کہ پس حیض ہے۔ حیض ہے۔

ص ۷۱۶ ج ۴ فتوحات مکیہ۔ جو لوگ ایک لفظ کے ساتھ تین طلاق دیئے سے ایک طلاق بتاتے ہیں ان کو آگاہ کردیا گیا کہ جو تین طلاق نہ مانے تو وہ شیطان ہے۔ اور ثلثہ قروء سے طہر مراد لینا شافعیوں کا بھی صحیح نہیں۔

(ذکر سماع) بہجت الاسرار ص ۱۶۳ حکایت ہے کہ ایک روز حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ و شیخ بقا و شیخ ابوسعد و شیخ علی رضی اللہ عنہ ایک حویلی میں دروازہ ازوج کے جمع ہوئے۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ نے شیخ علی بن الہیتی سے فرمایا کہ کچھ کلام کرو۔ انھوں نے عرض کیا کہ میں حضور کے سامنے کلام کیسے کرسکوں پھر شیخ بقا کو فرمایا کہ بولو۔ عرض کیا کہ میں حضور کے سامنے کیا بولوں پھر ابوسعد کو فرمایا کہ بولو وہ تھوڑا سا بول کر خاموش ہوگئے اور عرض کیا کہ آپ کا حکم بجالانے کی خاطر اتنا بولا ہوں پس آپ کے جلال سے خاموش ہوگیا ہوں۔ پس حضرت شیخ قدس سرہ نے حقائق میں ایسا کلام فرمایا کہ حاضرین نے بڑا جانا۔ سب نے اجازت طلب کی کہ حکم ہو تو قوال بلایا جائے۔ حضرت نے اجازت فرمائی۔ قوال بولا:۔

وَبَدَا لَهُ مِنْ بَعْدِ مَا انْدَمَلَ الْهَوٰی　　بَرْقٌ تَأَلَّقَ مَوْهِنًا لَمَعَانُہٗ

يَبْدُو كَحَاشِيَةِ الرِّدَاءِ وَدُونَهُ　　صَعْبُ الذُّرٰی مُتَمَنِّعٌ أَرْكَانُہٗ

فَبَدَا لِيَنْظُرَ كَيْفَ لَاحَ فَلَمْ يُطِقْ　　نَظَرًا إِلَيْهِ وَرَدَّهُ أَشْجَانُہٗ

فَالنَّارُ مَا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ ضُلُوعُهُ　　وَالْمَاءُ مَا سَمَحَتْ بِهِ أَجْفَانُہٗ

کہتے ہیں کہ حضرت شیخ قدس سرہ ہوا میں اڑ گئے اور ہوا میں چکر باندھ دیا حتی کہ اس حویلی کے بام سے بلند چلے گئے۔ جب وہ شیخ مدرسہ میں آئے تو حضرت شیخ وہاں مدرسہ میں تھے۔

اس حکایت سے معلوم ہوا کہ سماع غزل و قصائد کا از زبان قوال حضرت نے استماع فرمایا ہے مگر مزامیر و ملاہی کے ساتھ کبھی نہیں سنا شریعت میں بڑا اختلاف مزامیر و ملاہی کا ہے۔

ج ۵ صـ ۲۲۳ کتاب شامی حاشیہ درمختار سے اتنا ثابت ہوتا ہے کہ جب نوبت کا بادشاہوں کے دروازوں پر بجانا فقہائے کرام نے اس غرض سے جائز رکھا کہ نفخ صور کو یا وقت موت کو یاد دلاتی ہے یا صاف ظاہر ہو گیا کہ یہ ملاہی لعینہا حرام نہیں۔ اگر حرمت ان میں ہے تو غرض فاسد سامع کے سبب سے ہے اور اولیاء اللہ کے اغراض ان کو ہی معلوم ہیں۔ دوسرا واقف ان کے اسرار الباطن کا نہیں حسن ظن سلیقہ ایمانی ہے۔ آدمی بدظنی کر کے ان کے فیض سے محروم نہ رہے۔ واللہ ورسولہ اعلم متعلق لقصایدہ۔

حضرت شیخ قدوۃ المحققین شیخ اکبر رضی اللہ عنہ صـ ۲ ج ۱ فتوحات مکیہ میں فرماتے ہیں کہ جب خطبہ کتاب ہذا کا لکھ رہا تھا کہ عالم حقائق مثال و حضرت جلال میں مکاشفہ قلبی حضرت غیبی کا ہوا۔ اس عالم میں حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ کہ جملہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے سامنے صف باندھے ہوئے ہیں اور امت خیر امتہ یعنی صحابہ کرام　ان کے ساتھ ملتف ہیں اور ملائکہ تسخیر گرداگرد اس دربار عالی کے محیط ہیں۔ اور ملائکہ جو اعمال عباد سے پیدا ہوتے ہیں پیش حضور

کے صف باندھے ہوئے ہیں۔ اور صدیق اکبر بجانب یمین النفس ہیں۔ اور فاروق اعظم بجانب الیسار اقدس ہیں اور ختم ولایت علیہ السلام سامنے دو زانو بیٹھے ہیں۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ ختم ولایت کی طرف سے ترجمہ اپنی زبان سے فرما رہے ہیں۔ اور ذوالنورین چادر حیاء کی اوڑھی ہوئی نیچے نگاہ کیے ہوئے ہیں۔

پس سید اعلیٰ و مورد عذب اعلیٰ و نور اکشف اعلیٰ یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے التفات فرمایا اور مجھ کو ختم ولایت کے پیچھے دیکھا۔ کیونکہ ختم ولایت کے ساتھ مرا اشتراک حکم میں تھا۔ پس سرور عالم نے ختم ولایت کو فرمایا کہ یہ تمہارا عدیل اور ابن و خلیل ہے اس کے لیے منبر جہاد کا میرے سامنے نصب کر دو۔ پھر مجھ کو اشارہ فرمایا کہ یا محمد اس منبر پر چڑھ کر میرے بھیجنے والے کی اور میری تعریف کر کہ تجھ میں میرا ایک بال ہے اس کو میرے بغیر صبر نہیں وہ بال کیا ہے وہ سلطانیت ہے تیری ذاتیت و طینیت میں سو تو سارا کا سارا میری طرف رجوع کرے گا۔ اور رجوع کو لقاء لازم ہے۔ پس ختم ولایت نے منبر اس مشہد انضر میں نصب کیا۔ اور منبر کی پیشانی پر نور سے لکھا تھا کہ هٰذَا هُوَ الْمَقَامُ الْمُحَمَّدِيُّ الْاَطْهَرُ۔ جو اس پر چڑھے گا وہ وارث حضرت کا ہوئے گا۔ اور اس کو حق تعالیٰ عالم دنیا میں حافظ حرمت شریعت کا بھیجے گا۔ اور جس زینہ پر میں ایستادہ ہوا اس پر ایک سر آستین قمیص سپید کا بچھایا گیا تھا۔ اس لحاظ سے کہ اس مقام خاص سے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے میری مس نہ ہو۔ یہی فرق ہے درمیان نبی اور وارث کے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مقام حضرت رب العزت کا دیکھا بلا حجاب دیکھا ہے اور وارث دیکھتا ہے تو درمیان میں یہ وہ ثوب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوتا ہے۔ مگر اتنا حجاب نہ ہو تو وارث پر وہی کشف ہو جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوا۔ اور معرفت ہماری ان کی معرفت ہو جائے یہ ناممکن ہے مثلاً اگر کوئی شخص کسی کے پیچھے اقتدا کرے کہ اس کی خبر سے واقف ہوئے تو اس راستہ میں جو پہلے نے دیکھا ہے پچھلا نہیں دیکھتا۔ پچھلا اول کے اوصاف مسلوبہ سے واقف نہیں جیسا کہ اول رو ندہ راہ راست پر گیا ہے تو زمین مصفا تھی۔

پچھلے نے اس کے قدم کا نشان دیکھا ہے۔ وہ صفائی جو اول نے دیکھی تھی آخیر کو نصیب نہیں ہوئی۔ اول امام ہے اور دوسرا مقتدی۔ یہی بات تھی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت خضر علیہ السلام پر انکار کرتے تھے۔ منبر پر چڑھ کر بتائید روح القدس ارتجالاً میں نے کہا:۔

یَا مُنَزِّلَ الْاٰیَاتِ وَالْاَنْبَآءِ! اَنْزِلْ عَلَیَّ مَعَالِمَ الْاَسْمَآءِ
حَتّٰی اَکُوْنَ بِحَمْدِ ذَاتِکَ جَامِعًا لِمَحَامِدِ السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ

پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ آپ منزل قرآن مطہر کی طرف سے حمد کیے گئے جس نے آپ کی ثنا میں سورہ نون نازل فرمائی۔ جس میں وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ۔ آپ کو فرمایا اور ارادہ کی قلم کو علم کی روشنائی میں ڈبو کر ید قدرت کے ساتھ لوح محفوظ میں جس میں مَا کَانَ وَمَا ھُوَ کَائِنٌ وَمَا سَیَکُوْنُ وَمَا لَا یَکُوْنُ ہے۔

لکھا ہے کہ یا محمد میں ارادہ کرتا ہوں کہ تیرے واسطے ایک عالم پیدا کر دوں کہ تیرا ملک ہو۔ اور جوہرہ پانی کا پیدا کروں۔

پس جوہرہ ماد کا حجاب عزت سے باہر پیدا کیا۔ اور اللہ تعالیٰ حجاب عزت سے پرے تھا و لیسا جیسا پہلے تھا فرمایا۔ وَاَنَا عَلٰى مَا كُنْتُ عَلَيْهِ وَلَا شَيْءَ مَعِيْ فِيْ عَمَاءٍ یعنی میں اسی طور پر ہوں جو تھا اور کوئی شے میرے ساتھ نہ تھی عماء میں۔ عماء نور اسماء الہیہ کو کہتے ہیں۔ اور پانی موتی سپید کی طرح جما ہوا تھا۔ اس میں استعداد اجسام و اعراض کی رکھی تھی۔ پھر عرش پیدا کیا اور اسم رحمان کا اس پر مستوی ہوا پھر کرسی پیدا کی اور اس پر دو قدم (یعنی امر و نہی کے احکام) لٹکائے یعنی لوح محفوظ میں لکھے اور بنظر جلال اس موتی کی طرف نگاہ فرمائی تو وہ حیا سے پگل گیا تا آخر مقال۔

فائدہ:۔ معلوم ہوا کہ جناب غوثیہ عالیہ نے جو قصیدہ میں فرمایا ہے کہ مجھ کو میرے سید نے منبر تخصیص پر بٹھایا تھا۔ وہ منبر وارثوں کی خاطر منصوب ہوتا ہے مگر ہر وارث کو اپنے اپنے منصب کے مطابق علم و کمال عطا ہوتا ہے اور منبر پہ اپنا امام و مرشد

بٹھاتا ہے۔ اور حضرت غوث پاک کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تے منبر پر بٹھایا
اُس سے صاف واضح ہو گیا کہ فیض ان کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
بلاواسطہ ہے۔

ص۱۰ بہجت۔ شیخ ابوالحسن قرشی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت شیخ قدس
سرہ سے سنا فرماتے تھے کہ مجھ کو ایک دفتر اتنا بڑا ملا ہے جس کی چوڑائی مدبصر تک
ہے۔ اس میں میرے اصحاب و مریدوں کے قیامت تک کے نام ہیں اور مجھ سے
کہا گیا ہے کہ یہ لوگ آپ کو دے گئے ہیں۔ اور میں نے مالک خازن دوزخ سے
پوچھا۔ کیا تیرے پاس کوئی میرا یار ہے۔ بولا قسم ہے رب العزت کی میرے پاس کوئی
نہیں۔ اور فرمایا کہ ہاتھ میرا اپنے مرید پر ایسا ہے جیسا آسمان زمین پر۔ اگر میرا مرید
جیّد نہ ہو گا تو میں جیّد ہوں۔ قسم ہے عزت و جلال رب کی۔ خدا تعالےٰ کے سامنے
رہوں گا۔ اور وہاں سے قدم نہ اٹھاؤں گا حتیٰ کہ مجھ کو ساتھ تمہارے (اے مریدو) بہشت
کی طرف نہ لے چلے۔

اور نیز عمران و بزاد نے کہا کہ حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے تھے جو شخص میری طرف
منسوب ہوا۔ اگرچہ میرے ہاتھ پر بیعت نہ کی ہو تو اللہ تعالےٰ اس کو قبول فرمائے گا
اور اس پر رحم کرے گا۔ اور میرے رب عزوجل نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میرے
اصحاب و میرے طریق والے اور میرے محب کو جنت میں داخل کرے گا۔ اور نیز
فرمایا کہ قیمت ہمارے بیضہ کی ہزار ہے۔ اور چوزہ کی قیمت کوئی نہیں کر سکتا۔
یعنی بے بہا ہے۔

از کتاب نجات المریدین تالیف علی محمد بن شیخ عبد الحق

غوث اعظم دلیل راہ یقین	بہ یقین رہبر اکابر دین	شیخ دارین ہادی الثقلین
زبدہ آل سید الکونین	بادشاہ ممالک قربت	راہ نوردی مسالک غربت
او ست در جملہ اولیا مختار	چوں پیغمبر در انبیاء مختار	اولیا بندہائش از دل وجان
قدم او بگردن ایشان	وصف تعریف او زمن نہ نکواست	غود کرامات او معروف است
من کہ پروردۂ نوال دیم	عاجزانہ از مدحت کمال دیم	ہمہ در بحر غرق احسانم
اے فدائے درش دل وجانم	در دو عالم بدوست امیدم	ہست باد امید جاویدم

ایضاً منہ

عشق جیلانی نشانی دیگر است	عاشقانش را مکانی دیگر است	ہر دمے بخود سزائے عشق او
ایں ہمارا آشیانے دیگر است	غوث اعظم آنکہ از تمکین او	ہر نفس را تازہ جانے دیگر است

ایضاً

چہ یارا عقل را تا مدح شاہ اولیا گوید چنین پایان پائے دہم از اوج سما گوید
مہ برج حقیقت غوث اعظم شاہ محی الدین کہ در جمع ملک روح الامین او ثناء گوید
خرد خواہد کہ بر سنجد کمال او تعالے اللہ اگر لبسنجد غلط سنجد اگر گوید خطا گوید
اگر از بحر فضل او سخن راند بداں ماند کہ مورِ لنگ بر ساحل رسد حرف فنا گوید
و بے خواہم کہ بہ حال خراب ما بدر آید بآں سلطان دین بہ درحدیث ایں گدا گوید
سحر شد چشم دارم کار دش خاک درت بادے بہ چشم تیرہ ناک من پیام توتیا گوید
اگر قلبم سر خود بر درے دارم کہ بہ خاکش بہر صبح آفتاب آید سلام کیمیا گوید

بہ محشر مشرقی اگر بانگاں کوے او رفتم
باین آلودہ داماں تے بہشتم مرحبا گوید

تقریر یازدہم کا باعث

گیارہویں رات ہر ماہ کے برکات بباعث اختتام چلہ ہائے مشائخ کرام کی ہے کہ ہر ماہ کی دسویں تاریخ پر اختتام چلہ کا ہوتا ہے۔ اور اکتالیس روز پورے کیے جائیں تو یوم یازدہم ہوتا ہے۔

اول تقریر شب یازدہم کا حضرت آدم علیہ السلام سے ہوا۔ جب توبہ ان کی دسویں محرم کو قبول ہوئی تو خوشی کی اور انوار آسمانی نازل ہوئے۔ ان انوار کا طالب اسی وقت کا اور یوم و شب کا انتظار کرے گا۔ اور حضرت نوح کی کشتی بھی اسی روز کوہ جودی پر جا لگی۔

حضرت نوح علیہ السلام نے بھی خوشی کی اور حلیم پکایا۔ کیونکہ سوائے مختلف غلہ کے کچھ اذوقہ باقی نہ رہا تھا سارے فرزندوں سے سب طرح کا غلہ کر کھچڑا پکایا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کو بیوم عشرہ محرم دریا سے پار اتارا اور دشمن کو غرق کیا۔ ان کو بھی اس سے بڑی خوشی ہوئی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فرزند جلیل حضرت اسماعیل علیہ السلام کے فدائے بہشتی دنبہ آیا اور انوار الٰہی نازل ہوئے۔ عید الضحےٰ مقرر ہوئی۔ ایسا ہی قبولیت کا وقت جب ہر سال و ماہ میں آتا ہے تو وہی انوار و برکات قدیمی نزول فرماتے ہیں۔ حضرات اولیاء اللہ نے اپنے اربعینات کے ختم پر کھانا کھلانا بطور شکرانہ اپنے اوپر مستحب جانا۔ اور حضرت غوث اعظم قدس سرہٗ نے سالہا سال اربعین یعنی چلے فرمائے۔ تو کل سال کے مشہورہ کی یازدہم کو عادی ہو گئے۔ اب جس مسلم کو وہ انوار الٰہی حاصل کرنے ہوں اور تبرک لینا چاہیے تو وہ اس یوم یا شب میں بعد از اطعام طعام جو فرمودہ

جناب غوثیہ کا ہے بطریق قراءت وسلام وقرآن شریف وایصال ثواب بجناب حضرت سرور کائنات وصحابہ اخیار وآل اطہار واولیائے کبار بہرہ یاب ہوئے یہ امر تو صاف واضح ہے کہ مرد کامل کی قبولیت کا وقت ہمیشہ کے واسطے جاری رہتا ہے۔ تقرری عیدین وعشرہ ذی الحجہ وعشرہ محرم وربیع الاول وربیع الثانی وعشرہ اخیر رمضان شریف شہدائے عدول ہیں۔ اور جس کی اصل مباح ہو اس کا ایفاء واجب ہے۔

پس اگر کوئی مقرر کرے کہ یازدہم اس قدر دیا کروں گا۔ ایفاء وعدہ اس کے ذمہ واجب ہے۔ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ندائے یَا شَیْخ عَبْدَ الْقَادِرِ جِیْلَانِی شَیْئًا لِلّٰہِ حسب فرمودہ جناب غوثیہ عالیہ موجب کشف کرامات وقضاء حاجات ہے۔ یہ مسئلہ اس قابل نہیں کہ علماء غیر راسخین سے دریافت کیا جائے۔ اور جن علماء نے شَیْئًا لِلّٰہِ کے لفظ میں بحث کی ہے۔ وہ یا شیخ کے لفظ ندا میں خاموش ہیں۔ ان کو دھوکہ یہ ہوا کہ لام برائے حاجت ہے۔ خدا کو کسی چیز کی حاجت نہیں۔ وہ غنی مطلق ہے۔ تو وہ خدشہ اس کلمہ میں ہے جو جملہ عالم میں رائج ہے۔ جیسا کہتے ہیں خدا واسطے کپڑا دو یا روٹی دو یا روپیہ دو۔ اگر موجب خیال ان معترضین کے اعتقاد کیا جائے تو کوئی عامی وخاصی یہ زبان پہ نہ لائے کہ خدا کے واسطے یہ چیز دو۔ اس کلمہ میں کل عالم گرفتار ہے۔ مانعین خود ہر موقعہ ومحل میں یہی کلمہ بولتے ہیں۔

علامہ شامی نے اس کی تردید کماحقہ کر دی ہے کہ یہ غلطی ہے نافہموں کی۔ کیونکہ معنے اس کلمہ کے یہ ہیں کہ کوئی چیز برائے اکرام اللہ دو۔ اور مسلمان کی کلام کا محل احسن خیال کیا جائے نہ ایسا کہ جس سے معنے کفر کے پیدا ہوں۔

خلاصہ یہ کہ جب یہ کلمہ مشائخ کرام اپنے تلامذہ ومریدوں کو برائے کشف کرامات بطریق معہود فرماتے ہیں۔

اور حضرت غوث پاک قدس اللہ سرہٗ نے خود ارشاد فرمایا ہے تو پھر مقام قیل وقال کا نہیں رہا۔ اگر کوئی خدشہ کرے تو معلوم ہوا کہ وہ ان سب مشائخ خصوصاً حضرت شیخ قدس سرہٗ کا معاند ومخالف ہے۔ اس کا کلام واہی تصور کیا جائے۔

عذر قابل التوجہ

یہ کوئی خیال نفرمائے کہ مدح حضرت غوث پاک کی موجب توہین باقی اولیاء اللہ کی ہوئے۔ معاذ اللہ استغفر اللہ یہ نیاز مند کل اولیاء اللہ کا ہے۔ مطلب یہ تھا کہ جو کچھ بہجت الاسرار یا فتح المبین سید ظہیر الدین میں ہے۔ وہ اُردو میں بیان کر دوں۔ اور حسب تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ایک کی تفضیل سے تحقیر دوسرے کی لازم نہیں آتی۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی ناواقف حسد یا بغض دل میں رکھے۔ سب اولیاء مقتداء امام ہیں۔ بندہ سب کا حلقہ بگوش ہے۔

مدح حضرت غوث اعظم قدس اللہ سرہ از انفاس مولوی غلام قادر عفی عنہ

کہوں کیا میں تعریف اس شہ زمان کی ولایت ہے انکی زمین اور زمان کی
قدم بر قدم ہیں ولایت نبی کے ولایت ملی انکو اس جاہ و شان کی
جو غوث الورٰی ہو گئے وہ ازل کے پناہ ہیں وہ سب کی و جان اس جہان کی
خدا کے ہیں وہ محبوب ایسے پیارے رسائی نہیں فہم و وہم و گمان کی،
وہ شہباز ہیں گے شہ لامکان کے نہ حاجت ہے شمشیر و تیر کمان کی،
مطیع ان کے اقطاب اغواث کل ہیں سیّادت ہے کل مکین اور مکان کی
امام حسن رضہ نے خلافت کو چھوڑا عوض میں عطا ہے ولایت جہان کی
وہ ہیں واسطہ اور حسن فاتحہ ہیں ہوئی خاتمہ مہدی آخر زمان کی
کرامات ان کی تواتر سے ثابت نہ حاجت رقم کی نہ حاجت بیان کی
جہاں میں ابھی تک تصرف ہے انکا شہادت ہے حُبّ کی نہ سیف و سنان کی
وہ ہیں غوث اعظم وہ ہیں قطب عالم قیامت میں ہوگی امارت وہاں کی
وہ ہیں ساقی حوض کوثر کے دلبند بجھائیں گے آتش ہمہ تشنگان کی
تفاخر ہے ازبس غلاموں کو ان کے نظر رکھتے ہیں جن پہ سر نہان کی
سگ شاہ جیلان ہے زورروں میں ایسا کر دیتی ہے دم جس سے شیر ژیان کی
ابوبکر صدیق و فاروق اعظم حیادار عثمان سے نسبت ہے جا کی
نسب میں حسب میں ہیں سب کے جگر بند نہیں راہ اس میں چنیں اور چنان کی
خصائل میں سب کے ہیں مجموعہ ایسا ہدایت ہوئی جس میں پیر و جوان کی
روافض خوارج یہود و نصاریٰ ہوئی سب پہ تاثیر ان کی زبان کی
مریدوں کا طومار حق نے دیا ہے قیامت تلک شرح سب کی عیان کی
یہ وعدہ کیا حق نے حضرت سے پختہ کہ ماوائے وملجاء انہوں کی جنان کی
یہ سب کچھ ہے بہشت میں جا کر کے دیکھو نہ حاجت ہے تکرار و بحث و بیان کی

سلسلہ قادریہ بواسطہ اہل بیت نبوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الٰہی بحرمت جناب رسالت پناہ احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ الٰہی بحرمت امیر المومنین مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ ۔ الٰہی بحرمت امام حسن و حسین شہید دشت کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ الٰہی بحرمت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ الٰہی بحرمت امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔ الٰہی بحرمت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ الٰہی بحرمت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ الٰہی بحرمت امام علی رضا رضی اللہ عنہ ۔ الٰہی بحرمت خواجہ معروف کرخی قدس اللہ سرہ العزیز ۔ الٰہی بحرمت خواجہ سری سقطی قدس اللہ سرہ العزیز الٰہی بحرمت خواجہ جنید بغدادی قدس اللہ سرہ العزیز ۔ الٰہی بحرمت حضرت ابوبکر عبد اللہ شبلی قدس اللہ سرہ العزیز الٰہی بحرمت حضرت شیخ ابوالعباس احمد قدس اللہ سرہ العزیز الٰہی بحرمت حضرت شیخ احمد عبد العزیز یمنی قدس اللہ سرہٗ العزیز ۔ الٰہی بحرمت حضرت شیخ یوسف بن طرطوسی قدس اللہ سرہٗ العزیز ۔ الٰہی بحرمت حضرت شیخ ابوالحسن علی القرشی قدس اللہ سرہٗ العزیز ۔ الٰہی بحرمت حضرت شیخ قطب الاقطاب غوث الاسلام ابوسعید مبارک مخزومی قدس اللہ سرہٗ تعالیٰ سرہٗ العزیز الٰہی بحرمت حضرت شیخ قطب الاقطاب غوث الثقلین میر سید محی الدین ابو محمد عبد القادر جیلانی قدس اللہ سرہٗ العزیز ۔ الٰہی بحرمت حضرت شیخ عبد الرزاق قدس اللہ تعالیٰ سرہٗ العزیز ۔

تمّت